اضافہ شدہ جدید ایڈیشن
ازدواجی زندگی کے شرعی احکام
از
مولانا محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہ
مجاز بیعت
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
نظر ثانی
حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ
مفتی جامعہ اشرفیہ
لاہور
ناشر
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور
فون : ۷۲۴۳۹۹۱-۳۵۳۲۵۵

فہرست

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

باب نمبر ۷

حصہ دوم

مضامین	صفحہ
کافر کی بیوی کے مسلمان ہوجانے کا حکم	۱۱۶
بیوی کا نان ونفقہ ضروریہ شوہر کے ذمّہ ہے	۱۱۷
زوجہ کا نفقہ شوہر کی حیثیت کے مناسب ہونا چاہیے یا زوجہ کی	۱۱۸
زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کا دخل بلا ضرورت مناسب نہیں	۱۱۹
لڑکی کی پیدائش کوئی ذلت نہیں	۱۲۰
بیوی اور اولاد کی تربیت ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۲۰
اولاد سے خطا ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔	۱۲۱
تخصیص کے ساتھ۔ بیوی کا ذکر عام مجالس میں نہ کرنا بلکہ کنایہ سے کام لینا بہتر ہے	۱۲۲
غیر فطری فعل اپنی بیوی سے بھی حرام ہے	۱۲۲
غیر فطری طریقہ سے قضائے شہوت کا حکم	۱۲۳
استمناء بالید کے احکام	۱۲۴
حالتِ حیض میں صحبت نہ کرنے کا حکم	۱۲۴
طلاق کے احکام ومسائل	۱۲۶
رضاعت کے احکام۔ دودھ پلانا ماں کے ذمّہ واجب ہے	۱۲۸
بچے کو دودھ پلانا ماں کے ذمّہ اور ماں کا نان ونفقہ وضرورت باپ کے ذمّہ ہیں۔	۱۲۹
عورت جب تک نکاح میں ہے تو بچّے کو دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ	

مضامین	صفحہ
نہیں کر سکتی ۔ طلاق کے بعد کر سکتی ہے	۱۲۹
یتیم بچے کے دودھ پلوانے کی ذمّہ داری کس پر ہے	۱۳۰
اکثر مدتِ حمل اور اکثر مدتِ رضاعت میں فقہا کا اختلاف	۱۳۱
چار ماہ کے بعد اسقاطِ حمل قتل کے حکم میں ہے	۱۳۲
عدّت کے بعض احکام و مسائل	۱۳۴
ستر اور حجاب کے احکام و مسائل	۱۳۶
عورت کی آواز کا مسئلہ	۱۳۷
خوشبو لگا کر باہر نکلنا	۱۳۸
مزین برقعہ پہن کر نکلنا بھی ناجائز ہے	۱۳۸
عورت کی آواز کے بارے میں حکم	۱۳۹
ستر عورت کے احکام اور حجابِ نساء میں فرق	۱۳۹
پردہ کی بعض استثنائی صورتیں	۱۴۳
المیراث ۔ شوہر اور بیوی کا حصّہ	۱۴۵
بیوی کا حق مہر بھی دَین ہے	۱۴۶
پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی میراث	۱۴۷
معتدہ کی میراث	۱۴۷
عورتوں کے پردہ کا مفہوم	۱۵۲
ریڈیو پر عورت کی خبریں سننے کا حکم	۱۵۳

تعارف (جدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاءہٖ وبارک وسلم وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً ۔

امابعد دراصل احقر نے ایک مختصر سا رسالہ "آداب مباشرت" کے عنوان سے قلمبند کر کے مخدومی ومخدوم العلماء والفضلاء حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب عثمانی مدظلہم مدیر ادارہ اسلامیات لاہور کو برائے طباعت ارسال کیا تو انہوں نے متعدد مزید عنوانات پر احکام و مسائل جمع کرنے کا مشورہ دیا اور رسالہ کا نام " ازدواجی زندگی کے شرعی احکام " تجویز فرمایا ۔ احقر نے تعمیل حکم کی جو بالکل اس کا مصداق تھی ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استادِ ازل گفت بگو سے گویم

حق تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی برکت سے کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا تو متعدد اداروں نے میرے اور ادارہ اسلامیات کو اطلاع دیئے بغیر اسے شائع کر دیا ۔ اب بفضلہٖ سبحانہ وتعالیٰ اس کا حصہ دوم سیدی ومرشدی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد

شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کے افادات سے قلمبند کر دیا اور اس اضافہ شدہ ایڈیشن کو سوائے ادارہ اسلامیات کے کوئی بھی شائع کرنے کا مجاز نہیں۔

واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان

نیک دعاؤں کا ازحد محتاج
بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہٗ
ہارون آباد
۱۳ / شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی
علی رسولہ الکریم ۰ وعلی الہ واصحابہ
وبارک وسلم وسلم تسلیما کثیراً کثیرا

امابعد ! اس مضمون کا نام "احکام الازدواج" حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور نے تجویز فرمایا ہے اور اس کا حرفاً حرفاً مطالعہ فرما کر اصلاح فرمادی ہے انہی کے ارشاد پر بعض حذف اور اضافہ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۰ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین ـــــــــ

بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

خادم ادارہ تالیفات اشرفیہ
ہارون آباد ضلع بہاولنگر

باب نمبر۱

نکاح کا بیان

نکاح کی فضیلت آیات کی روشنی میں

ارشاد فرمایا حق تعالیٰ سبحانہ نے

ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا و ذرّية ط	اور بے شک ہم نے آپ سے پیشتر رسول بھیجے ہیں اور ان کیلئے بیویاں اور اولاد بنائی ہیں۔
وانكحوا الايامٰى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ط ان يكونوا فقرآء يغنهم الله من فضله ط والله واسع عليم ہ	تم میں سے جو بے گناہ ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور (ان کا بھی) جو تمہارے غلام اور لونڈیوں میں لائق ہوں تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔

نکاح کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

عن ابن ابی نجیح رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم مسکین مسکین رجل لیست له امراة قالوا وان کان کثیر المال ۔ قال وان کان کثیر المال مسکینة مسکینة لیس لها زوج۔ قالوا وان کان کثیرة المال قال وان کان کثیرة المال

(رواہ زرین)

حضرت ابن ابی نجیح رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپؐ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جس کے خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ بہت مالدار ہو تب بھی وہ محتاج ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (زرین)

ف :۔ کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری، نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کا خاوند نہ ہو۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضہ قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الشّباب من استطاع منکم الباۃ فلیتزوّج فانه اغض البصر واحصن الفرج ومن لم یستطع

فعليه بالصوم فانه له

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت جو شخص تم میں سے گھرستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اس کو نکاح کر لینا چاہیئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرم کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے)

عن عائشة رضو قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجوا النساء يأتينكم بالاموال

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لیے مال لادیں گی۔

ف :۔ یہ بات اس وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو سمجھ کر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے۔ یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

نکاح کرنا کیسا ہے

نفس میں ایسا تقاضا ہو کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو بظن غالب یا علی الیقین کسی معصیت

میں مبتلا ہوجائے، اور معصیت علم ہے زنا اور نظر حرام اور اُسے تمتاع بالید کو، اور یہ صورت فرضیہ وجوب کی ہے۔ یا اس درجہ کا تقاضا نہ ہو مگر اعتدال کے ساتھ تقاضا ہو اور یہ صورت سنت کی ہے اور تینوں حال میں نفقہ واجبہ پر قدرت ہو اسی طرح مہر معجل پر قدرت ہو یا مہر مؤجل ہو، گو فی الحال اس پر قدرت نہ ہو تو ایسے شخص کو نکاح کرنا فرض یا واجب یا سنت ہے اور مہر کثیرہ پر قدرت نہ ہونا جبکہ وہ مؤجل ہو ترک نکاح میں عذر نہیں۔ (امداد الفتاویٰ مبوب ج ۲ صـ ۲۸۶)

آدابِ نکاح

۱ نکاح میں زیادہ تر منکوحہ کی دینداری کا خیال رکھو مال وجمال اور حسب ونسب کے پیچھے مت پڑو۔

۲ اگر اتفاقاً کسی غیر منکوحہ اور غیر مرد کا تعشق ہوجائے تو بہتر ہے کہ ان کا نکاح کردو۔

۳ اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اس کو ایک نگاہ سے دیکھ لو، کبھی بعد نکاح اس کی صورت سے نفرت نہ کرو

۴ نکاح مسجد میں ہونا بہتر ہے تاکہ اعلان بھی خوب ہو اور جگہ بھی برکت کی ہے۔

۵ نکاح کے بارے میں اگر کوئی تم سے مشورہ کرے تو خیر خواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اس موقع کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہے تو ظاہر کردو۔ یہ غیبت

حرام نہیں۔

۶ اگر کسی جگہ ایک شخص پیغام نکاح بھیج چکا ہے جب تک اس کا جواب نہ مل جائے یا وہ خود چھوڑ نہ بیٹھے تم پیغام مت دو۔

(اشرف الآداب فی بیان المعاشرت والاخلاق ص۵۶، ص۵۷ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد ضلع بہاول نگر)

نکاح کا طریقہ

نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو مدعو کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح میں اشتہار و اعلان ہو جائے جو کہ مطلوب ہے مگر اس اجتماع میں غلو و مبالغہ نہ ہو۔ وقت پر جو دو چار آدمی قریب نزدیک کے جمع ہو جائیں (اصلاح الرسوم ص۸۵) نکاح تو صرف ایجاب و قبول سے گواہوں کی موجودگی میں ہو جاتا ہے مگر نکاح پڑھانے والے کو چاہیئے کہ خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد ایجاب و قبول کرائے اور عورت کا نام زور سے پکارے تاکہ خوب تشہیر ہو۔

اسی طرح باپ کا چھپے چھپے پھرنا بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر ہے کہ باپ خود اپنی دختر کا نکاح پڑھ دے (جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کا خود نکاح پڑھایا تھا) کیونکہ یہ ولی ہے۔ دوسرا وکیل۔ ولی کو بہر حال وکیل سے ترجیح ہے۔ (اصلاح الرسوم ص۸۵)

نکاح کے بعد یہ عمل موجب برکت ہے

اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا موجب

سنت ہے۔ (اصلاح الرسوم صـ۸۷) نکاح کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی لے کر اس میں لعاب مبارک ڈالا اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دعا فرمائی۔ پھر حضرت علی رضؓ اور حضرت فاطمہ رضؓ کو علی الترتیب حکم فرمایا کہ اسے پئیں اور وضو کریں۔ پھر دونوں صاحبوں کے لیے دعاء تطہیر و تالیف، برکتِ اولاد و خوش نصیبی کی فرمائی اور فرمایا جاؤ آرام کرو۔

ولیمہ کا مسنون طریقہ

ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو جائے اپنے خاص لوگوں کو کھلائے۔ (اصلاح الرسوم صـ۸۷) ولیمہ کرنا سنت ہے۔ اگر خاوند خود صاحبِ استطاعت نہ ہو کہ شادی کے موقع پر دعوتِ ولیمہ پیش کر سکے تو اس کے قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اس موقع پر وہ اپنا اپنا کھانا جمع کر کے سنتِ ولیمہ ادا کرنے میں اس کی اعانت کریں۔ (فتح الملہم ج ۳ صـ۴۹۱)

مسئلہ:۔ اگر ولیمہ فخر و اشتہار کے لیے ہو تو ایسا ولیمہ جائز نہیں حدیث میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ (اصلاح الرسوم صـ۸۳)

مہر کے شرعی احکام

شرعی مہر زیادہ مقرر کرنا خلافِ سنت ہے۔ حدیث میں ہے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ، اس لیے کہ اگر یہ

عزت کی بات ہوتی دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی تو اللہ کے نزدیک تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے۔ معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اس لیے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل غلط ہے اول تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں پھر جو کچھ بھی ہو۔ اور جو مطالبہ مہر کے خوف سے نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں یعنی تطلیق کی جگہ تعلیق عمل میں لاتے ہیں کہ نکاح سے تو نہیں نکالتے مگر حقوق بھی ادا نہیں کرتے انکار کوئی کیا کر لیتا ہے یہ سب عذر فضول ہیں۔

اصل یہ ہے کہ افتخار کیلئے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو۔ سو فخر کے لیے کوئی کام کرنا گو اصل میں مباح ہو حرام ہوتا ہے چہ جائیکہ فی نفسہ بھی خلافِ سنت اور مکروہ ہو وہ تو اور بھی ممنوع ہو جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا ٹھہرانا بھی خلافِ سنت ہے پس مہر فاطمی کافی ہے اور موجب برکت ہے اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو اس سے بھی کم مناسب ہے۔ (اصلاح الرسوم ص۸۴، ص۸۵)

نکاح خواں کو ایجاب کے وقت منکوحہ کا بلند آواز سے نام لینا ضروری ہے۔

صحتِ نکاح کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ ایجاب وقبول کے الفاظ

کو سنیں۔ سو جب انھوں نے منکوحہ کا نام ہی نہ سنا تو یہ شرط صحت کی نہیں پائی گئی اس واسطے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نکاح خوانوں کو اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے اگر وہ ناواقفی سے ایسا کرے تو اہل مجلس کو خصوصًا ناکح و منکوحہ کے سرپرستوں کو چاہیئے کہ نکاح خواں سے دوبارہ ایجاب کو قبول کرائیں اور تاکید کریں کہ بلند آواز سے منکوحہ کا نام لے۔

(اصلاح انقلاب امت حصہ دوم صـ ۵۵)

یورپ کی لامذہب عورت سے نکاح صحیح نہیں

بعضے لوگ یورپ سے ایسی عورت نکاح کر کے لاتے ہیں جو صرف قوم کے اعتبار سے عیسائی ہوتی ہیں اور مذہب کے اعتبار سے محض لا مذہب ہوتی ہیں۔ سو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسی عورت سے ہرگز نکاح صحیح نہیں ہوتا بعضے آدمی گو لاتے ہیں عیسائی عورت۔ مگر اس سے اس قدر مغلوب ہو جاتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اپنے مذہب سے محض اجنبی ہو جاتے ہیں۔ اس کا واجب التحرز (پرہیز کا ضروری ہونا) ظاہر ہے۔ اصلاحِ انقلاب اُمّت ج ۲ صـ ۱۱۴

ولایت نکاح کے اہم مسائل

مسئلہ :۔ ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس

(عورت) کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ (اس شخص کا) نام ونشان بتلانا ضروری ہے۔ جس سے لڑکی اتنا سمجھ جاوے کہ یہ فلانا شخص ہی اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری، ماخوذ بہشتی زیور صفحہ ۳۳)

مسئلہ :۔ نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے (ہدایہ)

مسئلہ :۔ اگر لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ نکاح پہلے ہوچکا ہے۔ یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہیئے۔ اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کرے تو نکاح ہوگیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

بہشتی زیور صفحہ ۳۴ (فتاویٰ عالمگیری)

بارہ برس کی عمر کی لڑکی کی اجازت معتبر نہیں

لڑکی بارہ برس کی ہوتی ہے اور واقع میں وہ نابالغ ہے اور ولی قریب موجود ہے مگر باوجود اس کے ولی بعید یا اجنبی ولی اس لڑکی کو بالغ سمجھ کر اسی کے منہ سے اجازت لے کر اور اس کو کافی سمجھ کر کہیں اس کا نکاح کر دیتا ہے حالانکہ بوجہ نابالغ ہونے کے اس کی اجازت اصلاً معتبر نہیں۔ سو سمجھ لینا چاہیئے

لہ بارہ برس میں بالغ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ اس کا بالغ ہونا حیض کے آنے پر ہے۔ البتہ اگر پندرہ برس پورے ہوکر بھی حیض نہ آئے تو پھر اس کے بلوغ (بالغ ہونے) کا حکم کر دیا جائے گا

(اصلاح انقلاب امت حصہ دوم صہ ۱۰۴)

رسمِ نیوتہ اور اس کی حقیقت

بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ یہ بڑے کام کی رسم ہے۔ اس میں وقت پر کام چل جاتا ہے تو صلہ رحمی میں داخل ہوئی۔ میں کہتا ہوں نیوتہ قواعد شرع کے موافق قرض ہے اور قرض کیوں نہ ہو اس کے واپس لینے کے لیے لڑائیاں ہوتی ہیں اور جو کوئی واپس نہ دے اس کو برادری سے خارج کیا جاتا ہے تو اس سے قطع رحم لازم آتا ہے۔ یہ کیسا صلہ رحم تھا جو قطع کے موجب ہوا۔ غرض یہ قرض ہے اور قرض کے احکام میں شرعًا یہ ہے کہ اس میں میراث جاتی ہوتی ہے۔ یعنی کوئی شخص اگر اپنا قرض کسی پر چھوڑ مرے تو وارثوں کو اس کے وصول کرنے کا حق ہوتا ہے۔ (تفصیل الذکر صہ ۱۳)

نیوتہ کی رقم بھی مثل قرض کے ہے

کوئی شخص مرجائے جس کے دو سو روپے لوگوں کے ذمہ نیوتہ کے پڑے ہیں اور وہ دو بیٹے چھوڑ جائے تو رواج یہ ہے کہ جب ان دونوں بیٹوں میں سے بڑے کے نکاح کا وقت آئے گا تو سب برادری والے وہ رقم جو اس کے باپ نے ان کو رسمِ نیوتہ میں دی تھی اب وہ لوگ اس کے بیٹے کے نکاح پر وہ رقم دیتے ہیں اور اس کو لوگ بہت

ہی خیر سمجھتے ہیں، کہتے ہیں اگر اس کے باپ نے اتنا نیوتہ نہ چھوڑا ہوتا تو بڑی بات بگڑ جاتی۔ اس وقت آڑے وقت کام چل گیا۔ یہ بنار الفاسد علی الفاسد ہے۔

(تفصیل الذکر صـ۱۴)

نیوتہ کی رقم باپ کے مرنے کے بعد شرع کے موافق وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ شریعت کا حکم میراث میں یہ ہے کہ فرائض کے موافق تقسیم کی جائے جس کو خداوند کریم نے خود قرآن مجید میں بیان فرمادیا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ باپ کا قرض دو بیٹوں میں سے ایک کو دے دیا جائے بلکہ ادا کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں پر آدھوں آدھ بانٹے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو عند اللہ گنہگار ہوگا۔ یہ حال تو ادا کرنے والے کا ہے، اب اس بیٹے کا سنیئے جس نے لیا ہے، یاد رہے کہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو باپ کے ترکہ میں قرض ہوا، اس کو تمام وارثوں میں تقسیم کرے جو اس وقت موجود ہوں۔ جن کو شریعت نے مستحق قرار دیا ہے، بڑے بیٹے کو کوئی اختیار نہیں کہ کل روپیہ اپنے کام میں لگائے اگر اس بڑے بیٹے نے ان دو سو روپوں کو تقسیم نہ کیا اور اپنی شادی میں لگایا اس سے وہ رسم کی جو شرعاً مسنون ہے۔ مثلاً ولیمہ تو اس کا بھی حکم یہ ہے کہ مالِ سحت ہے جو کوئی اس کو کھائے گا۔ آکل سحت[1] ہوگا اور حق العبد گناہگار ہوگا جس کے معاف ہونے کی بھی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ اربابِ حق یعنی وارث معاف کریں۔

(تفصیل الذکر صـ۱۴)

---

[1] یعنی حرام کھانے والا۔

نیوتہ کی رقم میں نابالغ کی اجازت معتبر نہیں

کوئی صاحب یہ نہ کہیں کہ حق العبد[1] جب لازم آئے گا کہ بلا اجازت ہو، اس نیوتہ کی رقم وصول شدہ میں بڑے بیٹے کو دیگر ورثاء کی اجازت ہوتی ہے۔ سب اپنا اپنا حق بڑے بیٹے کو ہبہ کر دیتے ہیں۔ اوّل تو نابالغ کی اجازت معتبر نہیں۔ دوسرے بالغوں کی بھی وہ اجازت معتبر ہے۔ جو صمیم قلب اور خوشی سے ہو اور میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دل سے ایک بھی اجازت نہیں دیتا اس کا تجربہ یوں ہو سکتا ہے کہ سب کو اپنا اپنا حق دے دیجئے کہ جس کسی کو خوشی سے اپنا حق بڑے بیٹے کو ہبہ کرنا ہو دے دے۔ دیکھ لیجئے گا کہ انشاء اللہ ایک بھی نہ دے گا۔

(تفصیل الذکر صـ۱۵)

---

[1] نیوتہ کی رسم سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی عزیز کی شادی پر جانے کا اتفاق ہو اور وہاں اگر کچھ مالی امداد کی تو دل سے لینے والے کو معاف کر دے یہ خیال نہ کرے کہ ہمارے یہاں شادی ہوئی تو یہی رقم واپس لے لیں گے۔ نیوتہ کی رسم کو ختم کیا جائے ویسے اگر کوئی غریب ہو تو باہمی ہمدردی کے طور پر امداد کی جائے آخرت میں ثواب ملے گا

(احقر)

باب نمبر ۲

مباشرت کا بیان

زفاف کا قاعدہ

سنت امر یہ ہے کہ اوّل زوجہ کے موئے[1] پیشانی پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کرے اور بسم اللہ کہہ کر یہ دعا پڑھے

اللھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما جبلتھا علیه و اعوذبك من شرھا و شر ما جبلتھا علیه

اے اللہ! میں آپ سے اس کی بھلائی اور اس کی جبلی عادتوں کی بھلائی مانگتا ہوں اور اے اللہ میں آپ سے اس کی برائی اور اس کی جبلی عادتوں کی برائی کی پناہ چاہتا ہوں

اور جس وقت صحبت کا ارادہ کرے یہ کہے۔

اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا

اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھے اور اس بچہ کو شیطان سے

---

[1] یعنی پیشانی کے بال

دور رکھے جو آپ ہم کو نصیب کریں

پہلی دعا کی برکت یہ ہے کہ زوجہ ہمیشہ تابع رہے گی اور دوسری دعا کی برکت یہ ہے کہ اگر اولاد ہو گی صالح ہو گی اور شر شیطان سے محفوظ رہے گی۔ (زاد المعاد) اور نماز[1] پڑھنا تو کسی حدیث میں دیکھا نہیں مگر بعض علماء سے سنا ہے کہ اولیٰ ہے (فتاویٰ اشرفیہ)

مباشرت سے قبل سخت احتیاط کی ضرورت ہے

اس معاملہ میں احتیاط کا بہت ہی اہتمام رکھے اول تو جہاں بیوی سوتی ہو اس کی ماں یا بیٹی کو وہاں نہ سونا چاہیئے اور اگر کسی ضرورت سے ایسا ہو تو جب

[1] نماز پڑھنے کا عمل حضرت سلمان فارسی رضؓ کا ہے کہ انھوں نے یہ عمل دو رکعت نفل پڑھنے کا کیا تھا اور حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا نکاح ہونے والا ہے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میری بیوی میرے تابع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ (بعد نکاح) دو رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ پیچھے اپنی بیوی کو نماز پڑھنے کیلئے کھڑا کرو اس کے آگے خود نماز کی نیت باندھو، پھر نماز کے بعد دعا مانگو انشاء اللہ وہ تابع رہے گی۔
(ماخوذ از حیاۃ الصحابہ حضرت شیخ التبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب دہلویؒ

یک بیوی کو پکار کر اس کی آواز نہ سن لے اور خوب پہچان نہ لے اس کو ہاتھ نہ لگائے اسی طرح ان مذکورہ عورتوں کے ہاتھ سے اگر کوئی چیز لے تو اس کا بہت خیال رکھے کہ اس کے ہاتھ کو ان کا ہاتھ نہ لگ جائے نفس کا کیا اعتبار اگر ہاتھ لگنے کے وقت مرد کے دل یا عورت کے دل میں شہوت کا اثر ہو گیا تو حرمت[1] مصاہرت کا طوق پڑ گیا۔ پھر بعض اوقات تو ایک دوسرے کی کیا خبر کہ اس وقت اس کے نفس میں کیا کیفیت تھی۔ جب خبر ہی نہیں تو حرمت پر عمل کیسے کرے اور اگر اپنے نفس کی خبر بھی ہو گئی تو دنیا کی شرم یا خوف سے زبان سے نکالنا مشکل ہو گیا تو تمام عمر ارتکاب حرام یا یہ شخص مباشر یا اس کا سبب ہو گیا۔ کتنی مصائب جمع ہو گئیں۔

(اصلاح انقلاب امت ج ۲ ص ۶۰)

---

[1] مثلاً کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کو جگانے کیلئے اٹھا مگر غلطی سے جوانی کی خواہش کے ساتھ لڑکی پر یا ساس پہ ہاتھ پڑ گیا تو وہ مرد اپنی بیوی پہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔ اب اسے طلاق دینا لازم ہے۔ یا کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالا تو وہ اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گی۔

ہمبستری کے احکام، آیات واحادیث کی روشنی میں

آیات: (۱) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۲۲۲، ۲۲۳)

اور لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو خداوند کریم نے اجازت دی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔ تمہاری بیبیاں تمہارے لیے کھیت ہیں۔ سو اپنے کھیت میں جس طرف سے ہو کر چاہو آؤ۔ اور آئندہ کے واسطے اپنے لیے کچھ کرتے رہو اور یقین رکھو کہ بے شک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے

پیش ہونے والے ہو اور ایسے ایمانداروں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

احادیثِ طیبہ

عن جابر رضؓ قال کانت الیہود تقول اذا اتی الرجل امراتہ من دبرھا فی قبلھا کان الولد احول فنزلت نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ متفق علیہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہود یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص عورت کی پشت کی جانب سے شرمگاہ کے اگلے حصہ میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا اس پر یہ آیت نساءکم حرث لکم (جس کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) نازل ہوئی

۲

حماد عن ابی حنیفہ عن ابی الھیثم عن یوسف ابن ماھک عن حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امراۃ اتتھا فقالت ان زوجی یاتینی مجبیۃ و مستقبلۃ فکرھتہ فبلغ ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا باس اذا کان فی صمام واحد ـــــ (مسند امام اعظمؒ)

حضرت حفصہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے ان کے پاس آکر کہا کہ میرا خاوند میرے پاس آتا ہے پہلو سے اور

سامنے سے اور میں اس کو برا سمجھتی ہوں۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں اگر ایک سوراخ میں ہے۔

۳

وعن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ملعون من اتی امراتہ فی دبرھا۔

(رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کی مقعد (پاخانہ کا مقام) میں بدفعلی کرے وہ ملعون ہے۔

۴

ابوحنیفہ عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ والاسود عن عبداللّٰہ ابن مسعود رض سئل عن العزل قال انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لو انّ شیئًا اخذ اللّٰہ میثاقہ استودع صخرۃ لخرج۔ (مسند امام اعظمؒ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے ظہور کا عہد کیا جو پتھر میں چھپی

چھپاتی ہے تو البتہ وہ نکل کر رہے گی (تو گویا عزل سے کوئی فائدہ نہیں۔)

ف: عزل کی ممانعت کا سبب دراصل یہ ہے کہ چونکہ جماع درحقیقت عورت کا حق ہے اور جماع دراصل وہی ہے جس میں عزل نہ ہو دوسرے اولاد نہ ہونے کے لیے عزل کرتے ہیں۔ اس حدیث میں صاف واضح فرما دیا۔ چونکہ اولاد کا پیدا ہونا تمھارے بس کا روگ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس لیے عزل کا کوئی فائدہ نہیں۔

وعن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان اعظم الامانۃ عند اللہ یوم القیامۃ وفی روایۃ انّ من اشر النّاس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ الرجل یفضی الی امراتہ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا

(رواہ مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن خدا کی نگاہ میں ایسا وہ شخص برا ہوگا جو اپنی بیوی سے ہمبستر ہو اور وہ اس کے راز کو لوگوں پر ظاہر کر دے۔ (یعنی راز دارانہ افعال بیان کرتا پھرے۔

ف:۔ اگر کوئی عورت ایسا کرے گی تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

جماع سے پہلے کی مسنون دعا

حدیث میں ہے کہ جس وقت کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا رتتمہ قربات عند اللہ و صلوات الرسول) (یعنی خدا کے نام کے ساتھ یا اللہ دور رکھیئے ہم کو شیطان سے اور دور رکھیئے شیطان کو اس بچے سے جو آپ ہم کو نصیب کریں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت مجاہد رح سے اس کی شرح میں نقل کیا ہے ان الذی یجامع ولایسمی یلتف الشیطان علی احلیلہ (فتح الباری جلد ۲ صـ ۱۲) یعنی جو شخص ہمبستری کے وقت یہ دعا نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے آلہ تناسل پر لپٹ جاتا ہے اور ساتھ شریک ہو جاتا ہے اور جس وقت انزال ہو تو اپنے دل میں کہے اللھم لا تجعل الشیطان فیما رزقتنی نصیبا رتتمہ قربات عند اللہ و صلوٰۃ الرسول) (یعنی اے اللہ! نہ کرنا شیطان کے لیے کوئی حصہ اس بچہ میں جو آپ ہمیں نصیب کریں۔

چند آداب مباشرت از غنیۃ الطالبین پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح

ادب نمبر ۱:۔ جب جماع سے فارغ ہو تو اپنے بدن کو نجاست

سے دھو کر صاف کر لے اور وضو کر لے۔ (بہتر ہے کہ جماع کے بعد جلد از جلد غسل کر لیا جائے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو یا آخر شب دوبارہ جماع کا ارادہ ہو تو کم از کم فوراً وضو کر لینا چاہیئے۔ بندہ احقر قریشی غفرلہ)

ادب ۲ :۔ جماع کے وقت اپنا سر ڈھانپ لے اور اپنا منہ قبلہ کی طرف نہ رہے۔

ادب ۳ :۔ ایسی پردہ دار جگہ میں جماع کیا جائے جہاں پر غیر کی نظر نہ پڑے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص، پردہ میں چھپ کر جماع نہیں کرتا اس کے پاس سے فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور شرمسار ہوتے ہیں۔ البتہ شیطان قریب ہو جاتا ہے۔

ادب ۴ :۔ جماع کرنے سے پہلے عورت سے چھیڑ چھاڑ مستحب ہے اس لیے کہ اگر عورت کی خواہش پوری نہ ہو سکے تو اس صورت میں عورت کو رنج ہوتا ہے اور عورت اپنے مرد کی دشمن ہو جاتی ہے۔

ادب ۵ :۔ آزاد عورت کی مرضی کے بغیر کوئی شخص جماع کے بعد باہر انزال نہیں کر سکتا۔ البتہ لونڈی پر پورا اختیار ہے۔

ادب ۶ :۔ حیض و نفاس سے فراغت کے بعد عورت سے[ا] مباشرت جائز ہے (البتہ حیض و نفاس کے ایام میں عورت سے صحبت کرنا حرام ہے اور اگر کوئی کر بیٹھے تو خوب توبہ کرنا واجب ہے (بندہ احقر قریشی غفرلہ)

[ا] حدیث میں حیض کی صورت میں صحبت کرنے کی وجہ سے صدقہ دینے کا حکم آیا ہے۔

ادب ۷:- اگر کسی شخص کو جماع کی خواہش[1] نہ ہو تو مرد کو عورت کے لیے جماع کو ترک کر دینا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں عورت کو نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو مرد کی نسبت ننانوے حصہ شہوت[2] میں زیادہ ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر شرم کا پردہ ڈال دیا ہے۔

ادب ۸:- کسی مرد کو چار ماہ سے زائد عورت سے علیحدہ رہنے کا اختیار نہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد پر حکم دیا ہے کیونکہ عورت کے لیے اس سے زائد مدت شوہر کے بغیر اس کی برداشت سے باہر ہے مگر مقام افسوس ہے کہ دور حاضر کے اکثر نوجوان اپنی نوجوان بیویوں کو چھوڑ کر پانچ چھ سالوں کے لیے غیر ملک انگلستان وغیرہ چلے جاتے ہیں[3]۔ (احقر قریشی)

ادب ۹:- اگر کسی شخص کی خوبصورت غیر عورت پر نظر پڑ جائے اور وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو اسے چاہیئے کہ گھر آکر اپنی اہلیہ سے جماع کرے تاکہ جوش شہوت فرو ہو جائے اور غیر عورت کی خواہش نہ رہے

---

[1] ضرورت کا لفظ ہوگا ورنہ بغیر خواہش کے مرد سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ [2] شہوت زائد ہونے سے قوت کا زائد ہونا لازم نہیں۔ مرد میں قوت زیادہ ہوتی عورت میں کم۔ اس لیے مرد کو چار بیویوں سے نکاح کی اجازت ہے ____ (حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب)

[3] گو گناہ نہیں مگر خلاف مصلحت ہے ہاں خوشی میں درست ہے۔

کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات شیطان خوبصورت عورت کی شکل میں سامنے آتا ہے اور اس کو دھوکا دیتا ہے اس لیے جب کوئی ایسا واقعہ پیش آئے تو اس کو چاہیئے کہ اپنی عورت سے جماع کرے تاکہ اس کی شہوت فرو ہو جائے اور اگر کسی شخص کے پاس عورت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔ کہ یا اللہ مجھے اس گناہ سے محفوظ رکھ اور مجھے اس شیطان سے جو کہ عورت کی شکل میں میرے سامنے آتا ہے۔

اَدَب ۱۰: کسی مرد اور عورت کو جائز نہیں کہ جو باتیں راز کی مرد اور عورت کے درمیان ہوں اس کا اظہار غیروں پر کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایسی باتیں کرنے والا یا کرنے والی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شیطان دوسرے شیطان سے راستہ میں ملتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر کے چلا جاتا ہے حالانکہ آدمی اسکی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اَدَب ۱۱: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ہمبستری کے لیے بلائے تو اسے فوراً[1] حاضر ہونا چاہیئے خواہ وہ تنور ہی پر ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو ہمبستری کے لیے بلائے اور وہ حاضر نہ ہو تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

---

[1] بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو مثلاً حیض و نفاس کی حالت۔
(حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی)

ختم ہوئے آداب مباشرت کے غنیۃ الطالبین سے ملخصاً۔

ہمبستری کے چند دیگر آداب

مرد اور عورت کو چاہیئے۔ کہ صحبت کے وقت برہنہ نہ ہوں بلکہ چادر وغیرہ اوڑھے رہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وحشی جانوروں کی طرح ننگے نہ ہوں۔ فقیہہ ابوالیث نے اپنی بستان میں لکھا ہے کہ برہنہ ہو کر صحبت کرنے سے اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے۔

(۲) صحبت کے وقت زیادہ باتیں[1] نہ کی جائیں کیونکہ اندیشہ ہے لڑکا گونگا پیدا ہو اور اسی طرح اگر کسی شخص کو احتلام ہو اور وہ بغیر غسل کیے اپنی بیوی سے مجامعت کرے تو یہ اندیشہ ہے کہ شاید لڑکا دیوانہ یا بخیل پیدا ہوگا۔ اس لیے ایسی چیزوں سے اجتناب کرے۔ یہ ادب صاحب احیاء العلوم نے بستان میں لکھا ہے۔

(۳) صاحب شرعۃ الاسلام نے لکھا ہے کہ صحبت سے فراغت کے بعد پیشاب کر لینا چاہیئے۔ نہیں تو کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔

(۴) صحبت کے آداب میں یہ بھی ہے کہ صحبت کے وقت عورت

---

[1] صحبت کے وقت اپنی عورت سے باتیں کر سکتا ہے کسی دوسرے سے باتیں کرنا مکروہ ہے۔ مگر مناسب یہی ہے کہ اپنی بیوی سے بھی باتیں نہ کرے۔

کی شرم گاہ کو نہ دیکھے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ ہے کہ کہیں اولاد اندھی نہ پیدا ہو۔

(۵) جماع کے لیے سب سے بہتر وقت آخر شب کا ہے کیونکہ اول شب میں معدہ غذا سے پُر ہوتا ہے۔

(۶) جماع کے وقت اس کا خیال رکھے کہ منہ قبلہ کی طرف نہ ہو۔

(۷) مجامعت و قربت کے بعد اپنے عضو کو دھو لینا چاہیئے۔ اس سے بدن تندرست رہتا ہے لیکن مجامعت کے فوری بعد ٹھنڈے پانی سے نہ دھوتے۔ کیونکہ اس طرح بخار ہونے کا اندیشہ ہے

(اشرف الآداب حصّہ دوم)

اِدارہ اِسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۶۳۲۴۴۱۲، فیکس ۹۲-۴۲-۶۳۲۴۶۸۵

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ۷۲۲۴۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ
چوک اُردو بازار، کراچی فون ۷۲۲۴۰۱

باب نمبر ۳

غسل کے مسائل کا بیان

قولہٗ تعالیٰ :- وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (المائدہ آیت ۶)
یعنی اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے بدن کو صاف کرو۔

۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا (النساء آیت ۴۳)
اور حالت جنابت میں بھی باستثنار تمہارے مسافر ہونے کی حالت
کے یہاں تک غسل کر لو۔

جن صورتوں میں غسل فرض ہے۔

مسئلہ ۱ :- منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر نکلے خواہ سونے میں یا جاگنے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، خاص حصے کو حرکت دینے سے یا خیال سے یا کسی اور طرح شہوت سے ہو تو غسل فرض ہو گا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۲ :- اگر پیشاب کے بعد شہوت سے منی جدا ہو تو غسل فرض ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۳: اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی لیکن خاص حصے سے نکلتے وقت شہوت نہ تھی پھر بھی غسل فرض ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۴: اگر کسی نے غسل کر لیا اور چالیس قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے بغیر شہوت کے منی نکلے تو پہلا غسل باطل ہو جائے گا اور دوسرا غسل فرض ہوگا۔ ہاں اگر باقی منی نکلنے سے قبل نماز پڑھ لی تو وہ صحیح ہوگی (شامی)

مسئلہ ۵: اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر داخل کرے اور حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہوگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ ۶: جب دو ختنے[1] آپس میں مل جائیں تو غسل فرض ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ (کتاب الآثار و مسند امام اعظمؒ)

مسئلہ ۷: اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہو اور منی اس کی کھال میں آجائے تو غسل فرض ہوگا خواہ کھال سے باہر نہ نکلے۔ (در مختار)

مسئلہ ۸: اگر کسی مرد کے خاص حصے کا سر کٹ گیا ہو تو بقیہ عضو میں سے بقدر خشفہ (سپاری) داخل ہو گیا تو غسل فرض ہوگا (بحر الرائق)

---

[1] عورت میں بھی ختنہ کا دستور تھا مگر اب نہیں ہے تو سپاری تک غائب ہونے سے ہوگا۔
(حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ)

مسئلہ ۹ :- اگر عورت کم سن ہو، اگر اتنی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو تو مرد پر غسل فرض ہوگا۔ (در مختار)

مسئلہ ۱۰ :- اگر کوئی عورت شہوت کے غلبے سے کسی بے شہوت مرد کا خاص حصہ یا انگلی یا لکڑی یا جانور کا خاص حصہ داخل کرے تو اس پر غسل فرض ہوگا۔ خواہ منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح منیہ کی رائے ہے اصل مذہب یہ ہے کہ بدوں انزال غسل فرض نہیں۔ (در المختار)

مسئلہ ۱۱ :- عورت پر حیض یا نفاس سے پاک ہونے کے بعد غسل فرض ہے۔

مسئلہ ۱۲ :- اگر کوئی مرد یا عورت سو کر اٹھنے کے بعد اپنے کپڑوں پر تری دیکھے تو مندرجہ صورتوں میں غسل فرض ہوگا۔ نمبر ۱:- احتلام یاد نہ ہو اور کپڑوں پر تری دیکھے۔ نمبر ۲:- یقین ہو کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ نمبر ۳:- احتلام یاد ہو اور شک ہو کہ یہ مذی ہے یا منی۔ نمبر ۴:- شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد ہو۔ نمبر ۵:- یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔ نمبر ۶:- شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔ (شامی)۔

مسئلہ ۱۳ :- اگر کسی مرد کی سپاری کسی مرد یا عورت یا خنثی کے مشترک حصے میں داخل ہو تو غسل فرض ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ اگر دونوں بالغ ہوں، تو دونوں پر ورنہ بالغ پر غسل فرض ہوگا۔ مگر ایسا کرنا کرانا کبیرہ گناہ ہے (بحر الرائق)

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالتِ کفر میں اس کو حدثِ اکبر ہوا اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعدِ اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس کو نہانا واجب ہے۔

(۳) مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر واجب کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنّت ہے

(۱) جمعہ کے دن بعد نمازِ فجر سے قبل نمازِ جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو۔

(۲) عیدین کے روز بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

(۳) حج یا عمرے کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(۴) حج کرنے والے کو عرفے کے دن بعد زوال غسل کرنا سنت ہے۔

غسل کرنے کا طریقہ

غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے گٹے تک ہاتھ دھولے پھر استنجا کی جگہ دھولے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو۔ ہر حال میں دھونا ضروری ہے۔

جہاں (بدن) پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے اگر چوکی یا فرش پر وضو کر رہا ہے تو پاؤں بھی دھوئے۔ اگر زمین پر ہے تو پاؤں نہ دھوئے۔ نہانے کے بعد دھو ڈالے۔ وضو کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر۔ اس کے بعد بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیرے کہ بال برابر بھی جگہ سوکھی نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

(سعیدی بہشتی زیور حصہ دوم صـ۲۱۷)

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں۔ نمبر۱:۔ اسی طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ نمبر۲:۔ ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم جگہ ہے۔ نمبر۳:۔ سارے بدن پر پانی بہانا۔

غسل کی سنّتیں

نمبر۱:۔ پہلے لگی ہوئی نجاست کو دھونا۔ نمبر۲ پاک ہونے کی نیّت کرنا۔ نمبر۳:۔ وضو کرنا۔ نمبر۴:۔ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔ نمبر۵:۔ بدن کو اچھی طرح ملنا۔

غسل کے آداب

نمبر۱:۔ قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ کرے۔ نمبر۲: بہت زیادہ پانی نہ بہائے۔ نمبر۳:۔ نہ اتنا کم کہ غسل ہی نہ ہو۔ نمبر۴:۔ ایسی جگہ بیٹھے کہ کوئی اس کو نہ دیکھے۔ نمبر۵:۔ غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ نمبر۶:۔ غسل کے بعد کپڑے لے کر اپنا بدن پونچھ ڈالے۔ نمبر۷:۔ غسل کے بعد کپڑے پہننے میں جلدی کرے۔

❋ ❋ ❋

غسل سے متعلق عورتوں کے خاص مسائل

مسئلہ ۱:- اگر انگوٹھی کے چھلّے ڈھیلے ہوں اور بغیر ہلائے پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں البتہ ہلائے تو مستحب اور اچھا ہے (منیہ)

مسئلہ ۲:- نتھ بالیوں، انگوٹھیوں اور چھلّوں کو خوب ہلائے کہ پانی سوراخ میں پہنچ جائے۔ اگر کان کی بالیاں نہ ہوں تب بھی ہلائے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے۔

مسئلہ ۳:- اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ جب یاد آئے آٹا نکال کر پانی بہالے۔ (منیہ)

مسئلہ ۴:- اگر سر کے بال گندھے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور بالوں کی جڑوں تک پہنچانا فرض ہے اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے۔ البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے اگر ایک جڑ بھی سوکھی رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ اگر جڑوں میں پانی پہنچانا مشکل ہو تو کھول ڈالے۔ (منیۃ المصلّی)

مسئلہ ۵:- عورت کو پیشاب کے آگے کی کھال میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ورنہ غسل نہ ہوگا۔ اگر کھال کھولنے میں دقّت نہ ہو تو فرض ہے۔ اگر دقّت ہو تو فرض نہیں یعنی لڑکی کے پیشاب کا سرِ ختنہ تک ہو۔ (درمختار)

مسئلہ ۶:- اگر ہاتھ پاؤں پھٹنے کی وجہ سے موم روغن یا کوئی اور دوا لگائی ہو تو اس کے اوپر پانی بہا لینا درست ہے۔ (منیہ)

مسئلہ :۔ اگر بالوں پر تیل لگا ہوا ور پانی ڈھلک جاتے تو کوئی حرج نہیں۔ (شامی)

مسئلہ :۔ اگر دانتوں میں ڈلی یا کوئی چیز پھنس گئی تو اس کو خلال سے باہر نکال دے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ (منیہ)

مسئلہ ۹ :۔ اگر غسل کرنے کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی تو اس جگہ کو دھو ڈالے صرف ہاتھ پھیرنا کافی نہیں مگر دوبارہ غسل واجب نہیں۔ اگر ناک میں پانی نہیں ڈالا تو ناک میں پانی ڈالے۔ اسی طرح ہر عضو کو دوبارہ دھوئے جو سوکھا رہ گیا تھا۔ (درمختار) اگر بدن پر بال برابر بھی سوکھی جگہ رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ اگر ناخن پالش لگی ہو تو غسل نہ ہوگا پالش اتار کر غسل کریں۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں۔

مسئلہ ۱ :۔ اگر کوئی شخص خواب میں منی گرتے دیکھے مگر صبح تری اور اثر کچھ نہ معلوم ہو تو غسل فرض نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۲ :۔ حقنہ کے مشترک حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ (مراقی)

مسئلہ ۳ :۔ اگر کوئی شخص اپنا خاص حصہ عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو غسل فرض نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۴ :۔ اگر کوئی مرد کسی ایسی کم سن عورت سے جماع کرے کہ جماع سے اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کا ملنے کا خوف ہو اور منی نہ نکلے

تو غسل فرض نہیں۔ (شرح التنویر)

مسئلہ ۵:۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا حشفہ سے کم داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ)

مسئلہ ۶:۔ اگر کسی کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو غسل فرض نہیں (در مختار)

مسئلہ ۷:۔ اگر کپڑوں پر اٹھنے کے بعد تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں۔ ۱۔ شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو ۲۔ یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ ۸:۔ اگر کوئی مرد سو کر اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور سونے سے پہلے اس پر استادگی ہو تو مذی سمجھی جائے گی اور غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو۔ اگر ران یا کپڑوں پر بھی تری ہے تو غسل فرض ہوگا۔ (منیہ)

دیگر عورتوں اور مردوں کے مشترکہ مسائل

مسئلہ ۱:۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت بستر پر منی دیکھیں اور کسی طرح معلوم نہ ہو کہ یہ منی کس کی ہے تو دونوں پر غسل فرض ہے۔ ہاں اگر ان سے پہلے کوئی سو چکا ہو تو دونوں پر غسل فرض نہیں۔ (در مختار و رد المحتار)

مسئلہ ۲:۔ اگر غسل فرض ہو اور نہانے کیلئے پردہ کی جگہ نہ ملے تو

مردوں کو مردوں کے سامنے اور عورتوں کو عورتوں کے سامنے نہانا واجب ہے لیکن مرد کو عورت کے سامنے اور عورت کو مرد کے سامنے نہانا حرام ہے اس صورت میں تیمم کرے۔ (ردالمحتار)

جنبی[1] کے مسائل

مسئلہ[1]: جنبی کو کلامِ پاک کو ہاتھ لگانا جائز نہیں کما قال تعالیٰ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝

مسئلہ[2]: جنبی کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ (ردالمحتار)

جنبی کو جو چیزیں جائز ہیں

مسئلہ[1]: جنبی کو عیدگاہ، مدرسہ اور خانقاہ میں جانا جائز ہے۔ (درالمختار)

مسئلہ[2]: حیض اور نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا، جھوٹا پانی پینا، اس سے لپٹ کر سونا، اس کے ناف کے اوپر زانو اور زانو کے نیچے سے جسم ملانا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ[3]: جنبی ہونے کی حالت میں اگر کچھ کھانا ہو تو اپنا ہاتھ

---

[1] جس پر غسل فرض ہو۔ (حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم)

[2] ماخوذ بہشتی زیور سعیدی ج ۲، ۱۱ صـ ۱۹۲، صـ ۱۹۳، صـ ۱۹۶، صـ ۸۶۷ وغیرہ۔

منہ دھو کر کلی کر کے کھا پی سکتا ہے اگر بغیر ہاتھ منہ دھوئے اور بغیر کلی کھایا تب بھی گناہ نہیں (درمختار)

مسئلہ ۴:۔ جنبی زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لے سکتا ہے درود شریف کلمہ وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔ (منیہ)

مسئلہ ۵:۔ جنبی کو مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ نیز جنبی سے بدن، کپڑا، پانی اور زمین ناپاک نہیں ہوتی (کتاب الآثار)

مسئلہ ۶:۔ اگر مسجد میں پانی کا چشمہ، کنواں یا حوض ہے اور اس کے سوا پانی کہیں نہیں تو جنبی کو غسل کا تیمم کر کے جانا جائز ہے۔ (درالمختار)

مسئلہ ۷:۔ رات کے وقت غسل کی حاجت ہو تو اپنی شرمگاہ کو دھو کر سو سکتا ہے اور آخر رات دوسری مرتبہ جماع بھی کر سکتا ہے

اغلاط العوام

مسئلہ ۱:۔ بعض لوگ غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ برہنہ ہو کر کلمہ پڑھنا جائز نہیں۔ بغیر کلمہ پڑھے غسل ہو جائے گا۔ نہلاتے وقت کلمہ پڑھنا اور کلمہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا اور اس کو ثواب سمجھنا

لہ :۔ وضو کر کے سونا مستحب ہے ویسے بھی سو سکتا ہے۔
(حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی)

بدعت ہے۔ (سعیدی بہشتی زیور ج ۱ ص۲۳)

مسئلہ۲ :۔ بعض لوگ حیض و نفاس میں عورت کا پکایا ہوا کھانا بُرا سمجھتے ہیں حالانکہ اس کا جھوٹا پانی پینا بھی جائز ہے۔ حیض کے باعث اس سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے پرہیز کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار)

حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے لیے چند ضروری احکام

مسئلہ :۔ حیض کے زمانے میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبرائے نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ حیض و نفاس کی حالت میں کلمہ دُرود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا، استغفار پڑھنا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھنا منع نہیں ہے یہ سب درست ہے۔ (شرح التنویر)

بہشتی زیور حصہ دوم ص۲۱۳

باب نمبر ۴

زوجین کی اسلامی معاشرت کا بیان

زوجہ کے حقوق

خاوند پر بیوی کے یہ حق ہیں۔

۱ :۔ حسن خلق
۲ :۔ برداشت کرنا ایذا کا مگر باعتدال
۳ :۔ اعتدال کرنا غیرت میں یعنی نہ بدگمانی کرے نہ بالکل غافل ہو جائے۔
۴ :۔ اعتدال خرچ میں یعنی نہ تنگی کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے
۵ :۔ احکام حیض وغیرہ کے سیکھ کر اس کو سکھلانا اور نماز اور دین کی تاکید رکھنا اور بدعات و منہیات سے اس کو منع کرنا۔
۶ :۔ اگر کئی عورتیں ہوں تو ان کو حقوق میں برابر رکھنا۔
۷ :۔ بقدر حاجت اس سے وطی کرنا۔
۸ :۔ بدوں اجازت عزل نہ کرنا۔
۹ :۔ بدوں ضرورت طلاق نہ دینا۔
۱۰ :۔ بقدر کفایت رہنے کو گھر دینا۔
۱۱ :۔ اس کے محارم و اقارب سے اس کو ملنے دینا۔
۱۲ :۔ راز ظاہر نہ کرنا جماع وغیرہ کا۔

۱۳:۔ حد سے زیادہ نہ مارنا
(امداد الفتاویٰ مبوّب جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۸۵)

شوہر کے حقوق

بیوی پر خاوند کے یہ حق ہیں۔

۱:۔ ہر امر میں اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔
۲:۔ اس کے مقدور سے زیادہ نان و نفقہ طلب نہ کرنا۔
۳:۔ بدوں اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا۔
۴:۔ بدوں اس کی اجازت کے گھر سے نہ نکلنا۔
۵:۔ بدوں اس کی اجازت کے کسی کو چیز اس کے مال سے نہ دینا۔
۶:۔ نفل نماز و نفل روزہ بدوں اجازت اس کے نہ پڑھنا نہ رکھنا۔
۷:۔ اگر صحبت کے لیے بلائے بدوں مانع شرعی کے اس سے انکار نہ کرنا۔
۸:۔ اپنے خاوند کو بوجہ افلاس یا بدصورتی کے حقیر نہ سمجھنا۔
۹:۔ اگر کوئی امر خلافِ شرع خاوند میں دیکھے ادب سے منع کردے۔
۱۰:۔ اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔
۱۱:۔ کسی کے روبرو خاوند کی شکایت نہ کرنا۔
۱۲:۔ اس کے روبرو زبان درازی نہ کرنا۔
۱۳:۔ اس کے اقارب سے تکرار نہ کرنا
(امداد الفتاویٰ مبوب جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۸۶)

جہیز دینے میں احتیاط کی ضرورت

جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے

(۱) اختصار[1] کہ گنجائش سے زیادہ تردد نہ کرو۔

(۲) ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو دینا چاہیئے۔

(۳) اعلان و اظہار نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے دوسروں کو دکھلانے کی اس میں کیا ضرورت ہے۔

(بہشتی زیور صـ۴۸)

منگنی کی رسومات خلاف شرع ہیں

منگنی میں تمام بکھیڑے (رسم و رواج) جو آجکل رائج ہیں سب لغو اور خلاف شرع ہیں۔ پس زبانی پیغام جواب کافی ہے (اصلاح الرسوم صـ۸۵) اگر دور کا معاملہ ہو تو ایک کارڈ سے پیغام نکاح کا ادا ہو سکتا ہے۔ جانب ثانی اپنے طور پر تحقیق کر کے جب اطمینان ہو جائے ایک کارڈ سے (اور اگر قریب ہو تو زبانی) وعدہ کر سکتا ہے لیجئے منگنی

---

[1] چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو یہ جہیز دیا تھا۔ دو چادر یمانی جو سوسی کی ہوئی تھیں۔ دو نہالی جس میں السی کی چھال بھری ہوتی تھی اور چار گدے دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ (بہشتی زیور)

ہو گئی (اصلاح الرسوم صہ ۴۹) ذیل میں ہم حضرت فاطمہ رضؓ کا واقعہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ اچھی طرح مسنون طریقہ معلوم ہو جائے اور حضرت فاطمہ رضؓ کے متعلق اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دولتِ عظمٰی کی درخواست کی۔ آپ نے صغر سنی کا عذر فرمایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اہل خواص کے اصرار سے بحسب روایات حضرات شیخین کی ترغیب سے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا آپ پر فوراً وحی نازل ہوئی اور آپ نے عرض کو قبول فرمالیا۔ اپنی لخت جگر کا نکاح حضرت علی رضؓ سے کر دیا

میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنی ہے اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آگیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ان معاملات کے متعلق کچھ باتیں بیان کرتے ہیں۔

شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو اگر کوئی کپڑا یا زیور پسند آوے تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو۔

اگر خاوند کوئی چیز لاوے تو پسند آوے یا نہ آوے ہمیشہ اس پر خوشی کا اظہار کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بُری ہے ہمارے پسند نہیں اس سے اس کا دل بھوڑا ہو جائے گا پھر کبھی کچھ لالے کو نہ چاہے گا۔

اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقے سے طے کر لی جاوے۔ خاوند کی ناشکری نہ کرو یہ نہ کہو بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میرے بابا نے میری قسمت پھوڑ دی سب مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ شوہر کی کسی بات پر غصّہ آجائے تو ایسی بات نہ کہو کہ غصّہ اور زیادہ ہو جائے۔

اگر خاوند کسی بات سے خفا ہو گیا ہو تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھو بلکہ معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو مناؤ۔ اگرچہ تمہارا قصور نہ بھی ہو شوہر ہی کا قصور ہو پھر بھی تم ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھو۔

اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بُری لگے تو میکے میں آکر چغلی نہ کرو سسرال والوں کی ذرا ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کا کھود کھود کر باتیں پوچھنا بڑی بُری بات ہے اسی سے لڑائیاں پڑتی ہیں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔

جب کبھی خاوند پردیس سے آوئے تو مزاج پوچھو خیریت دریافت کرو۔ روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو۔ کہ ہمارے واسطے کیا لائے خرچ کا بٹوا کہاں ہے کبھی خوشی کے واسطے سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ تو تو خیر کچھ حرج نہیں۔

(بہشتی زیور صفحہ ۳۷ حصّہ ہشتم)

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔
شوہر کا راضی رکھنا بڑی عبادت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے
مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور
اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ
جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے مطلب یہ ہے کہ جنت
کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے اس کا جی چاہے جنت
میں چلی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی موت ایسی
حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے ایک حق
مرد کا یہ بھی ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بغیر اس کی اجازت
کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے
شوہر سے کبھی رشوت اور ناجائز آمدنی بڑھانے کو نہ کہے۔ ہرگز
گھر بیں رشوت وغیرہ کی آمدنی گھر میں نہ لانے دے۔ بغیر خاوند کی اجازت
کے پوشیدہ مال اپنے میکے نہ بھیجے یہ ناجائز ہے

(بہشتی زیور صہ ۲۳۵ حصہ ہشتم۔

بیوی کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

بی بی کی کج خلقی پر صبر کرو اس سے عداوت مت کرو اگر ایک بات ناپسند ہوگی دوسری بات پسند آجائے گی بے ضرورت اس کو مت مارو اور ضرورت ہو تب بھی زیادہ مت مارو اور منہ پر ہرگز مت مارو۔ آخر رات کو اس سے پیار اخلاص کرتے وقت شرم بھی آئے گی۔ اس کا دل بہلاتے رہو گالی گلوچ مت کرو۔ روٹھ کر گھر سے مت نکل جاؤ زیادہ ناراضگی ہو جاوے تو دوسری چارپائی پر سو رہو۔ جب دیکھو کہ کسی طرح نباہ نہیں ہوتا تو آزاد کردو۔ (تعلیم الدین ص۵۲)

محض قرائن سے اپنی بی بی کو بدکار یقین کر لینا یا جو اولاد اس سے ہو اس کی صورت مشابہت دیکھ کر کہہ دینا کہ یہ میری نہیں ہے بہت گناہ ہے۔

اگر معمولی طور پر کوئی شخص اپنی بی بی کو مارے اس کی وجہ غیر لوگوں کو دریافت کرنا خلاف تہذیب ہے۔ شاید وہ بات بتلانے کی نہ ہو۔ مثلاً اس نے ہمبستری سے انکار کیا اور اس پر مارا ہو تو وہ کیا بتلائے گا۔

(تعلیم الدین ص۵۳)

خواہ مخواہ بلا وجہ بی بی پر بدگمانی کرنا جہالت اور تکبر ہے۔ قرائن ہوتے ہوئے یعنی اگر دوسرے غیر محرموں مردوں سے ناجائز تعلقات رکھتی ہے تو پھر چشم پوشی کرنا بے غیرتی دیوثی ہے (تعلیم الدین ص۵۳)۔

اگر عورت بدچلن ہو اور اس کا انتظام نہ کر سکے تو اس کو طلاق دے دینی چاہیئے۔ لیکن اگر اس سے محبت ہو تو اور ڈرتا ہو کہ بعد طلاق کے بھی اس سے مبتلا ہو جاؤں گا تو نہ چھوڑے مگر حتی الوسع انتظام و انسداد کرنا چاہیئے۔ (تعلیم الدین صہ ۵۳)

بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنے جی آئی خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں اس کی تعداد اپنی بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے۔ مثلاً روپیہ دو روپیہ جتنی گنجائش ہو۔ (کمالاتِ اشرفیہ صہ ۱۲۰)

بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کرائے کہ نہ یہ اس کو دیکھے اور نہ وہ اس کو دیکھے۔ اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہے گی اور اس کی دنیا کی بھی حفاظت ہے۔ (حیٰوۃ المسلمین صہ ۲۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں۔ تم (اس کو) قبول کرو۔ کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے۔ اس کا توڑنا طلاق ہے اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

دسیدھا کرنے کا یہ مطلب کہ ان سے کوئی بات بھی تمھاری طبیعت کے خلاف نہ ہو۔ سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہو گی۔ انجام کار طلاق کی نوبت آئے گی۔ اس لیے معمولی باتوں میں درگزر کرنا چاہیئے۔ نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ (حیٰوۃ المسلمین صہ ۲۵۲)

اپنی وسعت کے موافق بی بی کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے ان کو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے اس کی کم فہمیوں پہ اکثر صبر وسکوت کرے اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسط کا لحاظ رکھے۔ (حقوق الاسلام صہ ۱۳)

حکیم بن معاویہ رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بی بی کا ہم پہ کیا حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم کپڑا پہنو، اس کو بھی پہناؤ۔ اس کے منہ پر مت مارو اور نہ اس کو برا کو سنا دو۔ اور نہ اس سے ملنا چلنا چھوڑ دو۔ مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ۔ (ابوداؤد)

(حیٰوۃ المسلمین صہ ۲۵۲)

ان پڑھ عورتوں کی اصلاح کا

ان پڑھ عورتوں کی تربیت کا طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ ان کو مسائل اور بزرگوں کی حکایات کی کتابیں پڑھائیں یا سنایا کریں اور اس کی پرواہ نہ کریں کہ وہ سنتی ہیں یا نہیں۔ آپ گھر میں بیٹھ کر پکار پکار کر پڑھا کریں۔ اس طرح سے آپ اپنا کام کیے جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اثر ہوگا۔ لیکن کتابیں[1] علماء سے پوچھ کر انتخاب کریں۔ عورتیں کتابیں تو اس کو سمجھتی ہیں جیسے نور نامہ، وفات نامہ، ہرفی نامہ معجزہ آل نبی، ساین نامہ، قصہ گل بکاولی کہ ان میں بعض تو بالکل ہی خرافات ہیں اور بعض موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ایسے ہی برائے نام نعت کی اکثر کتابیں ہیں کہ ان میں اکثر ایسے اشعار ہوتے ہیں کہ جن میں بے ادبی ہوتی ہے۔ خداوند کریم کی یا انبیاء علیہم السلام کی۔ کام کی باتیں علماء سے پوچھ کر منتخب کریں۔ غرض یہ ہیں طریقے اصلاح کے، کہ جن میں کوئی مشقت بھی نہیں۔ دنیاوی کاموں میں اس کا حرج نہیں۔

(اختیار الخلیل ص۲۲)

---

[1] عورتوں کو بہشتی زیور، حیوٰۃ المسلمین، مکتوبات اشرفیہ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے چند آسان مواعظ حسنہ کا مطالعہ کروانا یا پڑھ کر سنانا از حد نافع ہیں۔

اللّٰھُمَّ وَفِّقنا آمین

تقریبات میں شرکت سے عورتوں کو روکنے کا آسان طریقہ

تقریبات میں عورتوں کے جانے کے انسداد کا طریقہ سہل یہ ہے کہ جانے سے منع نہ کریں مگر اس پر مجبور کریں کہ کپڑے زیور وغیرہ کچھ نہ پہنیں جس حیثیت سے اپنے گھر میں رہتی ہیں اس طرح چلی جائیں۔ خود بخود جانا بند ہو جائے گا (کمالات اشرفیہ ص۴۴)

عورتوں کے کون کونسے مشوروں کی مخالفت کرنا اسلم ہے

بوقتِ ضرورت عقل مند عورتوں سے مشورہ لینا بلاشبہ جائز اور درست ہے البتہ خلاف شرع امور میں عورتوں کا اتباع ناجائز ہے اسی طرح مباح امور میں مستورات کی ایسی اطاعت جو غلامی کے درجہ پر پہنچ جائے شرعاً و عقلاً ہر طرح ناپسندیدہ و مذموم ہے (ناقابل اعتبار روایات ص۴۳)

بہو کو ساس، خسر سے تباہ کرنے کا طریقہ۔

جب تک ساس، خسر زندہ ہیں ان کی خدمت کو ان کی تابعداری کو فرض جانو۔

اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو۔

ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اس کو پالا پوسا اور اب بڑھاپے میں اس امید پر اس کی شادی بیاہ کیا کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ آج ہی ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ کنبے کے ساتھ مل جل کر رہو۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمے نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھا لے گی۔ جو کام ساس کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار نہ کرو۔ تم خود بغیر کہے ان سے لے لو اور کام کر دو اس سے ان کے دلوں میں تمھاری محبت پیدا ہو جاوے گی۔ جب دو آدمی چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی ہوں گی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال والوں میں بے دلی سے مت رہو۔ وہاں دل کو اداس مت رکھو اگرچہ نیا گھر ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے۔ بات چیت میں خیال رکھو کہ نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگے نہ اتنی کم خاموش رہو کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو۔ کیونکہ یہ بھی بری عادت ہے ایسی عادت کو غرور سمجھا جاتا ہے۔

(بہشتی زیور صـ ۳۷ حصہ چہارم)

جیب خرچ بھی بی بی کا حق ہے

بی بی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنے جی آئی خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں اس کی تعداد اپنی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے مثلاً دو روپیہ، دس روپیہ جتنی گنجائش ہو (کمالات اشرفیہ صنہ۱۲۰)

کھانے پکانے کے ساتھ ساتھ نماز وغیرہ کی تلقین بھی خاوند پر واجب ہے۔

مردوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایک نمک کھانے میں کم زیادہ ہو جانے پر عورت کو تنبیہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور اگر اس پر بھی نہ مانے تو نکال باہر کرتے ہیں اور یہ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ نمازیں ضائع کرنے پر کوئی عورت کو نصیحت بھی کرتا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ اور اگر کسی نے کیا تو بہت سے بہت یہ کہ ایک یا دو دفعہ سمجھا دیا پھر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں تو جان تیرا کام جانے۔ بُرا کرے گی آپ بھگتے گی۔ کیوں صاحب جب نمک کھانے میں ٹھیک نہ تھا تو ایک دو دفعہ کہہ کر کھانے کو کیوں نہ کھایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الا فکلکم راع وھو مسئول عن رعیتہ۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں بیان

ہے کہ بادشاہ اپنی رعیت کا ذمہ دار ہے حاکم اپنے محکوم کا ذمہ دار ہے غرض ہر بڑا اپنے چھوٹے کا ذمہ دار ہے۔ یہاں تک کہ گھر والا اپنے گھر بھر کے افعال کا ذمہ دار ہے تو سب اپنے چھوٹوں کے ذمہ دار ہوئے اور سب سے ان کے افعال کی باز پرس ہوگی۔ عورتوں کی دنیا درست کرتے ہیں ایسا ہی عورتوں کی آخرت کو بھی درست کرنا چاہیئے ہم نے کسی کو نہیں دیکھا الا ما شاء اللہ کہ اس نے اپنی بی بی کا وضو درست کرایا ہو اپنے سامنے قرآن پڑھوایا ہو نماز کا ایک ایک رکن سکھایا ہو۔ یلے مرفعا اپنے اعمال بھی درست کرو اور اے عورتو! تم ان کے کہنے پر چلو اور اپنے اعمال کو درست کرو پھر اپنے بچوں کے اعمال کو اپنے خادموں کے اعمال کو بھی درست کرو۔ (تفصیل الذکر ص۲۱)

باریک دوپٹہ جس میں بال جھلکیں اس کے اوڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

بہت سی عورتیں جو نماز کی پابند ہیں وہ ساری ساری عمر نماز پڑھتی رہتی ہیں مگر ان کی نماز اس سے زیادہ نہیں کہ خداوند کریم کو دھوکہ دینا ہے نہ وقت کی پہچان ہوتی ہے نہ پاکی کے مسئلے جانتی ہیں۔ وضو کرتی ہیں تو اس کے ارکان ادا نہیں ہوتے ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ وضو نہیں ہوتا اور نماز پڑھتی ہیں تو نماز نہیں ہوتی اول تو وضو ہی نہیں ہوا پھر اگر نماز درست کر کے بھی پڑھتیں جب بھی درست نہ ہوتی

چہ جائیکہ نماز بھی ایسی ہی پڑھتی ہیں کہ وضو کی طرح اس کے ارکان بھی
ادا نہیں ہوتے. نماز فاسد ہوتی ہے. یہی رواج چل گیا ہے کہ باریک کریپ
کا دوپٹہ یا تنزیب کا دوپٹہ سر پر رکھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں اور خوش ہیں
کہ ہم نے نماز پڑھی۔ مگر یہ نماز نہیں ہوتی محنت ضائع ہوتی ہے۔ کپڑا
ایسا ہونا چاہیئے کہ جس میں بال ذرا نہ چمکیں کیونکہ بال بھی عورت کے مستورہ
میں داخل ہیں۔ پھر رکوع کریں گی تو وہ رکوع نہیں ہوتا. سجدہ کریں گی تو
سجدہ نہیں ہوتا۔ (تفصیل الذکر صنـ۲۰)

گھر کی ساری بیبیاں غیبت چھوڑ دیں تو لڑائی جھگڑا نہ رہے

اگر گھر کی ساری بیبیاں ایک غیبت ہی کے چھوڑنے پر پکی ہو جاویں
تو میں ذمہ دار ہوں کہ لڑائی جھگڑا نہ رہے جو خاندان چاہے امتحان کرلے
خوب سمجھ لو کہ جو شخص غیبت نہیں کرتا وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ لوگوں کو
اس پر اعتماد ہو جاتا ہے کہ ہماری عیب جوئی نہ کرے گا ہماری بات کسی سے
نہ کہے گا. اس کے پاس بیٹھ کر دوسرا آدمی خوشی کے ساتھ اٹھتا ہے۔
جب سارے گھر کی بیبیوں کی یہی حالت ہو گی تو آپس میں لڑائی جھگڑا
کیسا۔ ہر دلعزیز اور لڑائی جھگڑا تو متبائن اشیاء ہیں. سب کا عیش
صاف دبے کدورت ہو گا۔ سارے گھر کی ہوا بندھ جاوے گی اور دوسروں
کی نظروں میں عزت ہو گی دنیا میں بھی. اگر آرام اور عزت کا ذریعہ ہے تو
غیبت کا چھوڑنا ہے اور برعکس اس کے جو شخص غیبت کرتا ہے اس سے

سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے جب گھر کی بیبیوں میں غیبت کی بدولت نفاق پھیل جاوے تو اس گھر کی ہوا اکھڑ جاتی ہے پھر نہ بڑے کی عزت نہ چھوٹے کی دوسروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہیں۔ (تفصیل الذکر ص۳۴)

بیبیوں کے لیے غیبت چھوڑنے کا آسان طریقہ

بیبیو! غیبت سے بہت احتیاط کرو اس کی تدبیر یہ ہے کہ خیال رکھو کہ باتوں میں دوسروں کا ذکر نہ آوے نہ اچھا نہ برا۔ جو لوگ احتیاط کرتے ہیں اور برائی کسی کی نہیں کرتے۔ جب اچھائی کے ساتھ بھی پیٹھ پیچھے کسی کو یاد کرتے ہیں تو بھلائی میں بھی بسا اوقات برائی کچھ نہ کچھ ان کی غلطی سے یا مخاطب کی طرف سے شامل ہو ہی جاتی ہے اسی واسطے احتیاط یہی ہے کہ پیٹھ پیچھے بلا ضرورت شدیدہ کسی کا ذکر کسی قسم کا بھی نہ کرو اور باتیں بھی تو بہت ہیں مسئلے مسائل آپس میں پوچھا کرو مگر مجھے بیبیوں سے اس کی امید کم ہے جانے دو۔ دنیا ہی کی بات کرو کسی علم وفن کی تحقیق کرو۔ سینے پرنے کھانے پکانے کے متعلق باتیں کرو تم کو اس سے اور اس کو تم سے کچھ حاصل ہوگا کسی کی بھلائی یا برائی میں کیا رکھا ہے (تفصیل الذکر)

بیوی کو علم دین کی تعلیم دینا مرد پر واجب ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہ[1] اپنی رعیت

---

[1] :- یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں یہ بیان ہے۔

کا ذمہ دار ہے حاکم اپنے محکوم کا ذمہ دار ہے غرض ہر بڑا اپنے چھوٹے کا ذمہ دار ہے یہاں تک کہ گھر والا اپنے گھر بھر کے افعال کا ذمہ دار ہے تو سب اپنے چھوٹوں کے ذمہ دار ہوئے اور سب سے ان کے افعال کی باز پرس ہوگی ہم لوگ عورتوں کی دنیا درست کرتے ہیں ایسا ہی عورتوں کی آخرت بھی درست کرنا چاہیئے۔ اے مردو! اپنے اعمال درست کرو اور اپنے گھر والوں کے اعمال بھی درست کرو۔ اگر خود مرد پڑھے ہوئے نہ ہوں تو علماء سے مسائل پوچھ کر گھر اپنی بیوی کو بتاؤ عورتوں کو بھی چاہیئے کہ ان کا کہنا مانیں، اپنے اعمال اور بچوں کے اعمال کو درست کریں۔

بیوی کی دلجوئی کرنا بھی سنّت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب بیبیوں سے کم عمر تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عمر کے موافق ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ دوڑے بھی ہیں چونکہ حضرت عائشہ رضؓ بچی اور چھریرے بدن (ہلکے بدن) کی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کے تھے آپ کا جسم بھاری ہو چکا تھا۔ اس دوڑ میں حضرت عائشہ رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک مرتبہ دوڑے اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ کیونکہ اب حضرت عائشہ رضؓ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ عورتیں بہت جلد بھاری ہو جاتی ہیں ان کا نشو و نما جلدی ہوتا ہے اس وقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل سکیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُس کا بدلہ ہے کہ تم پہلے آگے نکل گئیں تھیں، سبحان اللہ کیا ٹھکانا ہے آپؐ کے اخلاق کا۔

(کساء النساء صـ۴۵)

بیوی کے ساتھ شوہر کے خوش اخلاقی سے پیش آنے کی فضیلت

۱:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقربا اور خدام کے ساتھ بہترین سلوک کرے اور اخلاق سے پیش آئے اور میں اپنے اہل و عیال میں تم سب سے بہترین ہوں اور تم میں سے جب کوئی شخص مر جائے تو پھر اُس کو چھوڑ دو۔ یعنی بُرائی کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرو (مشکوٰۃ)

۲:۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کامل وہ مسلمان ہے جس کا خلق اچھا ہو اور جو اپنے اہل و عیال پہ بہت مہربان ہو۔ (بہشتی زیور صـ۳۰۴)

۳:۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیتوں میں مردوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اللہ سے ڈرو عورتوں کے بارے میں۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں۔ تم نے اللہ کے عہد کے ساتھ ان کو لیا ہے اور ان کے نسوانی منافع کو اللہ کے حکم سے حلال طور پر حاصل کیا ہے"۔

نان ونفقہ کے فقہی مسائل

مسئلہ :- بی بی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمہ اور رہنے کیلئے گھر دینا مرد ہی کے ذمہ واجب ہے۔

مسئلہ :- جتنے زمانہ تک شوہر کی اجازت سے عورت اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد ہی سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ :- نکاح ہو گیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعوے دار ہو سکتی ہے لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔

مسئلہ :- تیل، کنگھی، صابن، وضو اور نہانے کا پانی مرد کے ذمہ ہے اور سرمہ، مسّی، پان تمباکو مرد کے ذمہ نہیں۔

مسئلہ :- عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگا دے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمہ نہیں ہے۔

مسئلہ :- روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا اس سے کچھ کم یا زیادہ پیشگی دے دیا اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔
(ماخوذ بہشتی زیور ص۳۶۴) ، (شرح الہدایہ)

عورت شرعاً کتنے دن اپنے میکے رہ سکتی ہے

مسئلہ :- عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے ہفتہ میں ایک دفعہ جا سکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کیلئے سال بھر میں ایک دفعہ جا سکتی ہے اس سے زیادہ کا اختیار نہیں، اسی طرح اس کے ماں باپ ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ اس کے یہاں آسکتے ہیں، مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی نہ آنے دے، اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آسکتے ہیں اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں۔ لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھہرنے دے، نہ ماں باپ کو اور نہ کسی اور کو، اور جاننا چاہیئے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔ اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔

مسئلہ :- اگر ماں باپ بہت بیمار ہیں اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرنا اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیئے

لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہا

مسئلہ :- غیر لوگوں کے گھر نہ جانا چاہیئے اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دے دے تو بھی جانا درست نہیں شوہر اجازت دے گا تو بھی وہ گناہگار ہو گا بلکہ ایسی محفل وغیرہ میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا درست نہیں۔

سُسرالی عزیزوں کے حقوق

علاقہ مصاہرت یعنی سُسرالی رشتہ کو قرآن میں خداوند کریم نے نسب میں ذکر فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی، داماد اور بہو، بیوی کی پہلی اولاد اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لیے ان علاقوں میں رعایت احسان واخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہیئے

بیوی اور خاوند کے قرابت داروں کے حقوق

(۱) اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفالت ان کے نان ونفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے اور محارم کا نان ونفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔

(۲) ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

(۳) اگر کوئی قریب محرم اس کے ملک میں آجائے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔ (حقوق الاسلام ص۱۴)

خاوند کو مطیع کرنے کیلئے تعویذ کرنا، کرانا سب حرام ہے

فقہاء نے ایسا تعویذ لکھنے کو ناجائز لکھا ہے جس سے عورت خاوند کو تابع کرے تو جب نکاح ہوتے ہوئے ایسا تعویذ دینا حرام ہے تو اس صورت میں ایسا تعویذ دینا کب جائز ہو سکتا ہے جس سے ایک نامحرم کو اپنا تابع کیا جائے (یعنی وہ اس سے مسخر ہو کر نکاح کرے) (عضل الجاھلیہ ص۲۳)

باب نمبر ۵

فرائضِ اسلامی کے مسائل کا بیان

شوہر اور بیوی دونوں کی ملک جدا جدا ہے یہ شوہر کے لیے ظلم ہو گا کہ اگر عورت کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرف کرے اور عورت کے لیے بھی خیانت ہو گی۔ اگر مرد کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرّف کرے۔ (اصلاح انقلاب امت ج ۲ صـ ۱۸۶)

عورت اور مرد پر زکوٰۃ، صدقہ فطر اور قربانی علیحدہ علیحدہ فرض ہے

شوہر کے ذمہ عورت کے مملوکہ زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقہ فطر یا قربانی واجب نہیں، سو اگر ایسی رقم ان کو مل جایا کرے گی تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کو سہولت ہو گی۔ لیکن چونکہ شوہر پر واجب تو ہے نہیں اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنا زیور بیچ کر یہ سب حقوق اس سے ادا کرے، شوہر کے مال سے بِلا اس کی رضا کے ان عبادات میں صَرف کرنا جائز نہ ہو گا۔ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ عورتیں اس میں سخت بے احتیاطی کرتی ہیں اور اس کے ناجائز ہونے کا ان کو وسوسہ تک بھی نہیں آتا گویا شوہر

کے مال کا اپنے کو بالکل مالک سمجھتی ہیں۔ سو یہ بنا ہی باطل ہے۔
(اصلاح انقلاب امت ج ۲ ص ۱۸۶)

مسئلہ :۔ اگر مرد اور عورت دونوں مالدار ہوں تو ان دونوں پر علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا واجب ہے۔

عورت کیلئے حج کے ضروری احکام

مسئلہ :۔ جب کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کیلئے مل جائے تو اب عورت کو حج کے لیے جانے سے روکنا شوہر کو درست نہیں اور اگر شوہر روکے بھی تو اس کی بات نہ مانے اور چلی جائے اور اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن مرتے وقت یہ وصیت کرجانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا۔ مرجانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیجیں کہ وہ جاکر مردہ کی طرف سے حج کر آئے۔ اس سے اس کے ذمہ کا حج اتر جائے گا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جائے حج بدل کہتے ہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ :۔ جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے حج کو جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ :- اندھی پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو۔
(مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ :- اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بددین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں
(ہدایہ)

مسئلہ :- اگر کسی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کر دی پھر وہ اندھی ہو گئی یا ایسی بیمار ہو گئی کہ سفر کے قابل نہ رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہیئے۔ (درمختار)

عورت کے لیے بالوں کے ضروری احکام

مسئلہ :- عورت کو سر منڈانا بال کتروانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (درمختار ردالمختار)

مسئلہ :- موئے زیر ناف میں مرد کے لیے استرے سے دور کرنا بہتر ہے۔ مونڈتے وقت ابتدار ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لیے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے۔ استرہ نہ لگے۔ (شامی)

مسئلہ :- کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہیئے۔ دفن

نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مرد کے لیے بالوں اور ناخنوں کے احکام

مسئلہ:۔ پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنّت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوانا سنّت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آجکل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصّہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ:۔ داڑھی منڈوانا کتروانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کتروانا درست ہے اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے (شامی فتاویٰ ہندیہ ص۲۳۹)۔

مسئلہ:۔ ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہیئے قینچی سے کتر ڈالنا چاہیئے۔ (عالمگیری)

مسئلہ:۔ سینہ اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلافِ ادب اور غیر اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

(ماخوذ بہشتی زیور حصّہ یازدھم ص۵۳۳)

٭ ٭ ٭

مسئلہ:۔ ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کٹروانا بہتر ہے۔ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کٹروا کر بائیں چھنگلیا سے بہ ترتیب کٹوا دے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر ہے اور اولیٰ ہے۔ اس کے خلاف بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ حالتِ جنابت میں بال بنانا، ناخن کاٹنا، موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ص ۲۳۹)

مسئلہ:۔ ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف، موئے بغل، لبیں، ناخن وغیرہ دور کر کے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جاوے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو ۱۵ دن سہی۔ انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس گزر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گناہ گار ہوگا۔ (شامی)

ماخوذ بہشتی زیور ص ۵۳۲ جلد ۱۱۔

گھر میں موت ہو جانے کے احکام

مسئلہ:۔ جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو۔ تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور

اس کے پاس زور زور سے کلمہ پڑھو۔ تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جاوے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے، اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہوسکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے، اور کنپٹیں بیٹھ جاویں تو سمجھو اس کی موت آگئی اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کردو۔

مسئلہ:۔ سورت یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو یا کسی سے پڑھوادو (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۲)

مسئلہ:۔ جب مر جائے تو سب عضو درست کردو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منہ پھیل نہ جائے۔ اور آنکھیں بند کردو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں۔ پھر کوئی چادر اوڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں یہاں تک ہوسکے جلد کرو۔ (عالمگیری)

مسئلہ:۔ منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ (فتاویٰ ہندیہ)

مسئلہ:۔ مر جانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو

سلگادی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔ (شرح التنویر)

مسئلہ:۔ مرجانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جاوے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔ (فتاوی ہندیہ) ماخوذ بہشتی زیور

باب نمبر ٦

طلاق کی مذمت اور اس کے ضروری احکام

۱:۔ حدیث میں آیا ہے کہ طلاق نہ دی جائیں عورتیں مگر بدچلنی سے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو۔

ف:۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس کی پارسائی کے باب میں کوئی خلل ہو جائے تو اس کی وجہ سے طلاق دے دینا درست ہے اسی طرح اور کوئی سبب ہو تو کچھ حرج نہیں۔

۲:۔ حدیث میں ہے کہ جو عورت خود طلاق مانگے بغیر سخت مجبوری کے تو جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے۔

ف:۔ یعنی سخت گناہ ہوگا۔ بشرطِ اسلام خاتمہ ہونے پر اور اپنے اعمال کا بدلہ بھگت کر آخر جنت میں داخل ہو جائے۔

۳:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس لیے کہ طلاق دینے سے عرشِ الٰہی ہلتا ہے۔

طلاق کے مسائل

مسئلہ:۔ کسی نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بی بی کو طلاق دے

دی، جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی اسی طرح غصّے میں بھی طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ اس کو طلاق دے دے تو وہ بھی دے سکتی ہے (درمختار)

مسئلہ:۔ جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بی بی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہو گئی۔ (درمختار)

طلاق کی تین قسمیں

۱:۔ ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور اب بے نکاح کیے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں۔

۲:۔ دوسری وہ طلاق جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو کسی دوسرے سے اوّل نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں طلاق ہو جائے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکے گا ایسی طلاق کو طلاق مغلظہ کہتے ہیں۔

۳ :۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں۔ بغیر نکاح کیے اس کو بھی رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بیوی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے البتہ اگر مرد طلاق دے کر اسی پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گزرے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت جدا ہو جائے گی اور جب تک عدت نہ گزرے۔ تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں البتہ اگر تین طلاقیں دے دیں تو اب اختیار نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کیلئے حرام ہو گئی۔ اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا۔ چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول[۱] لفظوں میں سب کا ایک ہی حکم ہے (ہدایہ)

---

[۱] بشرطیکہ تین طلاقیں واقع ہو گئیں ہوں مثلاً ایک مرتبہ طلاق دی پھر نکاح کیا اس کے بعد دوبارہ طلاق دی پھر نکاح کر لیا پھر تیسری مرتبہ طلاق دی اب نکاح نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ بہشتی زیور سعیدی ج ۴ صـ۳۶۰)

خلع کا بیان[1]

مسئلہ:۔ اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ اب عورت کو روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا، سوال جواب دونوں ایک جگہ ہونے چاہئیں اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ:۔ عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا۔ یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی مگر مال عورت پر واجب نہیں ہوا اور اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

* * *

---

[1] ماخوذ بہشتی زیور سعیدی ج ۴ صفحہ ۳۶۔

ظہار اور کفارہ کا بیان

ظہار کہتے ہیں عورت کو ماں کی طرح کہنا۔

مسئلہ:- اگر کفارہ دینے سے پہلے صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بغیر کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا اور عورت کو چاہیئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے اُس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔

مسئلہ:- اگر یوں کہا کہ تو میرے لیے ماں کی طرح حرام ہے اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اگر ظہار کی نیت ہو یا کچھ نیّت نہ کی ہو تو ظہار ہو جائے گا کفارہ دے کر صحبت کرنا درست ہے۔

مسئلہ:- ظہار کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لیے ماں کے برابر ہے تو جتنے دفعہ کہا ہے اتنے ہی کفارے دینے پڑیں گے البتہ اگر دوسری یا تیسری دفعہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک کفارہ دیوے۔

مسئلہ:- ظہار میں اگر انشاءاللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

ظہار کا کفارہ[1]

مسئلہ :- ظہار کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے، بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پائے اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اس عورت سے صحبت کرلی تو اب سب روزے پھر رکھے۔ چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک حکم ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ :- اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو دفعہ کھانا کھلائے یا کچا اناج دے دے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ ہی میں صحبت کرلی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت کفارہ دوہرانا نہ پڑے گا۔ (ہدایہ)

شوہر کو باپ یا بھائی کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

عورت[1] اپنے شوہر کو باپ یا بھائی کہدے تو اس سے نہ طلاق ہوتی ہے

---

[1] ماخوذ: بہشتی زیور سعیدی ج ۱، صـ۳۹۲۔

نہ وہ اس پر حرام ہو یعنی ظہار بھی نہیں ہوتا۔

(اصلاح انقلاب امت ج ۲ صـ ۱۶۸)

لعان کا بیان

مسئلہ:۔ جب کوئی اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ میرا یہ لڑکا نہیں تو نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی یا شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لے پہلے شوہر سے اس طرح کہلاوے میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں سچا ہوں چار دفعہ اس طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا لعنت کرے جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھالیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

(بہشتی زیور سعیدی ج ۴ صـ ۳۹۲)

عدّت کا بیان[1]

مسئلہ :- عورت کسی کام کے لیے گھر سے باہر گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی کہ اتنے میں اس کا شوہر مر گیا اب فوراً وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔

مسئلہ :- کسی کا میاں چاند کی پہلی تاریخ کو فوت ہوا اور عورت کو حمل نہیں ہوا تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے۔ اگر پہلی تاریخ کو نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنے چاہئیں اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرلے چاہئیں، انتیس کا چاند ہو یا تیس کا اور اگر پہلی تاریخ کو نہیں ملی تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔ (در مختار)

مسئلہ :- کسی کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے، شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئیے باہر نکلنا درست نہیں، البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے

---

[1] بہشتی زیور سعیدی ج ۴ صہ ۳۹۴ ۔

پاس گزارے کے موافق خرچ نہیں اس نے کھانے پکانے وغیرہ کی کہیں نوکری کر لی اس کو جانا اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم کی تنہائی و یکجائی ہولی ہو یا نہ ہولی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک ہی حکم ہے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہئیے البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہو گئی۔ (فتاوی عالمگیری) بہشتی زیور

مدتِ عدت کے اندر نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

اکثر لوگ طلاق بائن کے بعد مہر کو تو واجب الادا سمجھتے ہیں مگر مدتِ عدت کے اندر نفقہ کو واجب نہیں سمجھتے حالانکہ عدت کے اندر نفقہ بھی واجب ہے البتہ عدت وفات کا نفقہ کسی مرد کے ذمہ واجب نہیں اور اسی طرح خلع میں عورت اگر نفقہ عدت کو تصریحًا ساقط کر دے تو اس میں بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ (کذا فی الدر المختار، اصلاح انقلاب امت ج ۲ ص۱۷)

عدت کے اندر نکاح جائز نہیں

بعضے لوگ بیوہ سے نکاح کرتے ہیں اور انقضاء عدت (عدت پوری ہونے کا) انتظار نہیں کرتے اور عدت کے

اندر نکاح کر لیتے ہیں۔ بعضے اپنے نزدیک بڑی احتیاط کرتے ہیں کہ نکاح تو جائز سمجھتے ہیں مگر اس سے قربت نہیں کرتے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ عدت کے اندر نکاح بالکل جائز نہیں۔

(اصلاح انقلاب امت ج ۲ صـ۱۷۳)

عدت کی قسمیں

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے خواہ مطلقہ ہو یا اس کا شوہر وفات پاگیا ہو اور غیر حاملہ تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کا شوہر وفات پاگیا ہے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور اگر وہ مطلقہ ہے تو اگر اسکو حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر کم سنی کے سبب ہنوز حیض نہیں آتا یا بڑھاپے کے سبب حیض موقوف ہو چکا ہے تو ان دونوں کی عدت تین ماہ ہے۔ پس علی الاطلاق سب صورتوں میں ایک ہی قسم کی عدت کا حکم کرنا یہ غلط ہے۔

(اصلاح انقلاب امت ج ۲ صـ۱۷۳)

زنا سے حمل رہ جانے کی صورت میں نکاح فوراً جائز ہے

کسی غیر منکوحہ و غیر معتدہ کو زنا سے حمل رہ جائے اس پر عدت نہیں اس سے نکاح فوراً جائز ہے البتہ صحبت اور اس کے مقدمات بوس و کنار وغیرہ جائز نہیں جب تک کہ وضع حمل نہ ہو۔

(اصلاح انقلاب امت ج ۲ صـ۱۷۳)

فرقہ شیعہ سے نکاح کرنے کا مسئلہ :۔

بعض شیعہ باعتبار عقیدہ کے کافر ہیں اور بعض فاسق و مبتدع ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا مانتے ہیں اور یہ کہ حضرت جبرئیل ع نے وحی لانے میں غلطی کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت کے منکر ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افتراء کے قائل ہیں وہ بالاتفاق فقہاء کافر ہیں اور ایسے شیعہ سے نکاح لڑکی سنیہ کا منعقد ہی نہیں ہوتا۔ پس اگر شوہر لڑکی مذکورہ کا نکاح اس عقیدہ والے سے کیا گیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد نہیں ہوا۔ اب اس کا نکاح اس کی رضا سے دوسری جگہ کفو میں کر دیا جائے۔ تفصیل اس کی شامی میں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شیعہ تفضیلی کافر نہیں بلکہ مبتدع اور فاسق ہیں۔

باب نمبر ۷

پردہ کے شرعی احکام[1] کا بیان

مسئلہ :- بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، آب رواں، ان کپڑوں کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری یعنی بہت سی کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی۔ اگر کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں یہ اور بھی غضب ہے۔ ایسا باریک دوپٹہ جس میں بال چمکیں اس کو اوڑھ کر نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ :- مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (فتاویٰ شامی)

مسئلہ :- عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا درست ہے اور باقی اور بدن کھولنا کسی طرح درست نہیں، ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آجاتی ہیں یہ درست نہیں، غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں وہ بال اور ناخن بھی کسی

---

[1] ماخوذ بہشتی زیور صہ ۳۰۸، صہ ۳۱۳

جگہ ڈالے کہ غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے نہیں تو گناہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ:۔ جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی اور دیکھ سکے۔ اسی سے معلوم ہوگیا کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ:۔ ناف سے لے کر رانوں کے نیچے تک کا بدن کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں۔ بعضی عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔

مسئلہ:۔ اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا، اسی طرح لے پالک[1] لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا۔ سب کو اسی سے وہی برتاؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیر مردوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ بہنوئی، نندوی، چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بھائی وغیرہ سب شرع میں غیر محرم ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ زمانہ حمل میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے

---

[1] کسی دوسرے کا بیٹا لے کر اپنا بیٹا بنا لینا۔

بدن کا کھولنا درست نہیں، دوپٹہ وغیرہ ڈال دینا چاہیئے۔ بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ جو دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسرے گھر والے ماں بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں جائز نہیں۔

مسئلہ :۔ جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اس لیے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔

مسئلہ :۔ ہیجڑے، خوجے، اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں

مسئلہ :۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے۔ مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کھولو زیادہ ہرگز نہیں کھولنا چاہیئے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا پائجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو یا پھاڑ دو، اس کو جراح دیکھ لے لیکن جراح کے سوا کسی اور کو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو۔ البتہ اگر ناف اور رانوں کے درمیان نہ ہو کہیں اور ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے اسی طرح عمل[1] لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی اور دوا لگاتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہیئے بالکل

---

[1] اس جگہ کا معائنہ کرتے وقت یا مرہم لگاتے وقت

ننگی ہو جانا جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوا دی جائے اور ضرورت کے موافق دائی کے سامنے کھول دیا جائے۔ رانیں وغیرہ نہ کھلنے پائیں اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں۔ بالکل ننگا کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا بالکل حرام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستر دیکھنے والی اور دکھلانے والی دونوں پہ خدا کی لعنت ہو۔

مسئلہ :۔ نامحرم کے ساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا درست نہیں اگر دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پہ ہوں تب بھی ناجائز ہے۔

عورتوں کو غیر مردوں سے بات خشک لہجہ میں کرنا چاہیئے مردوں کے ساتھ نرم لہجے سے بات مت کرو۔ جب بات کرنا ہو تو خشک لہجے کرو جس سے مخاطب یہ سمجھے کہ بڑی کھری اور تلخ مزاج ہیں۔ تاکہ لاحول پڑھ کر ہی چلا جائے نہ یہ کہ نرمی سے گفتگو کرو کہ میں آپ کی محبت کا شکریہ ادا کرتی ہوں مجھے جناب کے الطاف کریمانہ کا ناس احسان ہے جیسا کہ آج کل کے رسالوں میں عورتوں کے مضامین نکلتے ہیں۔ یہ مضامین زہر قاتل ہیں، آفت ہیں۔ عورتوں کیلئے یہی مناسب ہے کہ جب غیر مردوں سے بات کریں تو خوب روکھے اور سخت لہجے میں اور ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ کریں اول تو مردوں سے بولنا ہی نہ چاہیئے۔ مگر بضرورت بولنا جائز ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سختی سے گفتگو ہو تاکہ دوسرے کے دل میں کشش اور میلان پیدا نہ ہو اور دوسرے یہ طریقہ عورتوں کے لیے علاوہ شرعی حکم ہونے کے طبعی بھی ہے۔ (کساء النساء)

عورتوں کو پردہ میں رکھنا ان پر ظلم نہیں

حدیث میں ہے کہ عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس مثلِ قیدی کے ہیں اور جو شخص کسی کے ہاتھ میں قیدی ہو اور ہر طرح اس کے بس میں ہو اس پر سختی کرنا جوانمردی کے خلاف ہے۔ نیز پردہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ پردہ کا منشاء حیا ہے اور عورت کے لیے امر طبعی ہے اور امر طبعی کے خلاف پر کسی کو مجبور کرنا باعث اذیت ہے اور اذیت پہنچانا دل جوئی کے خلاف ہے۔ پس عورتوں کو پردہ میں رکھنا ان پر ظلم نہیں بلکہ حقیقت میں دلجوئی ہے۔

(کمالات اشرفیہ صفحہ ۱۲۰)

ازدواجی زندگی کے شرعی احکام

(حصہ دوم)

بقلم حقیقت رقم مفتی اعظم پاکستان سیدی و مرشدی
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہ

ترتیب : محمد اقبال قریشی

ناشر

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی۔ لاہور
فون۔ ۳۵۳۲۵۵ ، ۷۲۴۳۹۹۱ ، ۳۲۴۷۸۵

ازدواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ

فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ہ

(الروم آیت ۲۱)

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ اس نے تمہارے (فائدے) کے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس (امر مذکور) میں (بھی) ان لوگوں کے لیے قدرت کی نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ سکون و راحتِ قلب ہے، جس گھر میں یہ موجود ہے وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے، جہاں قلبی سکون نہ ہو اور چاہے سب کچھ ہو وہ ازدواجی زندگی کے لحاظ سے ناکام و نامراد ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باہمی سکونِ قلب صرف اسی صورت سے ممکن ہے کہ مرد و عورت کے تعلق کی بنیاد شرعی نکاح اور ازدواج پر ہو، جن ممالک اور جن لوگوں نے اس کے خلاف کی حرام صورتوں

کو رواج دیا اگر تفتیش کی جائے تو ان کی زندگی کو کہیں پر سکون نہ پائیں گے، جانوروں کی طرح وقتی خواہش پوری کر لینے کا نام سکون نہیں ہو سکتا۔

ازدواجی زندگی کا مقصد سکون ہے جس کے لئے باہمی الفت و محبّت اور رحمت ضروری ہے

اس آیت نے مرد و عورت کی ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب قرار دیا ہے، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق پہچانیں اور ادا کریں، ورنہ حق طلبی کے جھگڑے خانگی سکون کو برباد کر دیں گے، اس ادائے حقوق کے لیے ایک صورت تو یہ تھی کہ اس کے قوانین بنا دینے اور احکام نافذ کر دینے پر اکتفا کیا جاتا، جیسے دوسرے لوگوں کے حقوق کے معاملہ میں ایسا ہی کیا گیا ہے، کہ ایک دوسرے کی حق تلفی کو حرام کر کے اس پر سخت وعیدیں سنائی گئیں سزائیں مقرر کی گئیں، ایثار و ہمدردی کی نصیحت کی گئی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ صرف قانون کے ذریعہ کوئی قوم اعتدال پر نہیں لائی جا سکتی جب تک اس کے ساتھ خدا کا خوف نہ ہو، اسی لئے معاشرتی معاملات میں احکامِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ پورے قرآن میں ہر جگہ اِتَّقُوا اللّٰہَ، وَ اخْشَوْا وغیرہ کے کلمات بطور تکملہ کے لائے گئے ہیں۔

مرد و عورت کے باہمی معاملات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کے حقوق باہمی پورے ادا کرانے پر نہ کوئی قانون حاوی ہو سکتا ہے نہ کوئی عدالت ان کا پورا انصاف کر سکتی ہے اسی لئے خطبۂ نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے قرآن کریم کی وہ آیات انتخاب فرمائی ہیں جن میں تقویٰ اور خوفِ خدا و آخرت کی تلقین ہے کہ وہی درحقیقت زوجین کے باہمی حقوق کا ضامن ہوسکتا ہے۔

اس پر ایک مزید انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ازدواجی حقوق کو صرف شرعی اور قانونی نہیں رکھا بلکہ طبعی اور نفسانی بنا دیا، جس طرح ماں باپ اور اولاد کے باہمی حقوق کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمایا، کہ ان کے قلوب میں فطرۃً ایک ایسی محبت پیدا فرما دی کہ ماں باپ اپنی جان سے زیادہ اولاد کی حفاظت کرنے پر مجبور ہیں، اور اسی طرح اولاد کے قلوب میں بھی ایک فطری محبت ماں باپ کی رکھ دی گئی ہے، یہی معاملہ زوجین کے متعلق بھی فرمایا گیا، اس کے لئے ارشاد فرمایا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً، یعنی اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا بلکہ ان کے دلوں میں مودّت اور رحمت پیوست کر دی، وُدّ اور مُوَدَّت کے لفظی معنی چاہنے کے ہیں، جس کا ثمرہ محبت و اُلفت ہے، یہاں حق تعالیٰ نے دو لفظ اختیار فرمائے، ایک مودّت، دوسرے رحمت، ممکن ہے اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ مودّت کا تعلق جوانی کے اس زمانے سے ہو جس میں طرفین کی خواہشات ایک دوسرے سے محبت و الفت پر مجبور کرتی ہیں، اور بڑھاپے میں جب یہ جذبات ختم ہوجاتے ہیں تو باہمی رحمت و ترحم طبعی ہوجاتا ہے (کما ذکرہ القرطبی عن البعض)

اس کے بعد فرمایا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ،

یعنی اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں، یہاں ذکر تو ایک نشانی کا کیا گیا ہے اور اس کے آخر میں اس کو آیات اور نشانیاں فرمایا، وجہ یہ ہے کہ ازدواجی تعلق جس کا ذکر اس میں کیا گیا اس کے مختلف پہلوؤں پر اور ان سے حاصل ہونے والے دینی اور دنیوی فوائد پر نظر کی جائے تو یہ ایک نہیں بہت سی نشانیاں ہیں،

(معارف القرآن ج ۶ ص۳۵، ص۳۶)

اہل وعیال کا ہونا بزرگی اور ولایت کے منافی نہیں

اللہ تعالیٰ کی تو ابتداءِ آفرینش سے یہی سنت رہی ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں کو صاحبِ اہل وعیال بناتے ہیں جتنے انبیاء علیہم السلام پہلے گزرے ہیں وہ سب متعدد بیویاں رکھتے تھے اور صاحبِ اولاد تھے۔ اس کو نبوت و رسالت یا بزرگی اور ولایت کے خلاف سمجھنا نادانی ہے۔

(معارف القرآن ج ۵ ص۲۱۰)

نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ

قرآن کریم نے ان کی اصلاح کے لئے علی الترتیب تین طریقے بتلائے۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ یعنی عورتوں کی طرف سے اگر نافرمانی کا صدور یا اندیشہ ہو تو ——

پہلا درجہ ان کی اصلاح کا یہ ہے کہ نرمی سے اُن کو سمجھاؤ اور اگر وہ سمجھانے بجھانے سے باز نہ آئیں تو

دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستره اپنے سے علیحدہ کر دو تاکہ وہ اس علیحدگی سے شوہر کی ناراضی کا احساس کرکے اپنے فعل پر نادم ہو جائیں۔

قرآن کریم کے الفاظ میں فِي الْمَضَاجِعِ کا لفظ ہے، اس سے فقہاء رحمہم اللہ نے یہ مطلب نکالا کہ جدائی صرف بستره میں ہو، مکان کی جدائی نہ کرے کہ عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ دے۔ اس میں ان کو رنج بھی زیادہ ہوگا اور فساد پڑنے کا اندیشہ بھی اس میں زیادہ ہے چنانچہ ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ" میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے آپؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو انہیں بھی کھلاؤ اور تم پہنو تو انہیں بھی پہناؤ اور چہرے پر مت مارو ، اگر ان سے علیحدہ کرنا چاہو تو صرف اتنا کرو کہ بستر سے الگ کر دو ، مکان الگ نہ کرو" (مشکوٰۃ صہ ۲۸۱)

اور جو اس شریفانہ سزا و تنبیہہ سے بھی نہ ہو تو

پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما دیا گیا۔

ابتدائی دو سزائیں تو شریفانہ سزائیں ہیں اس لئے انبیاء وصلحاء سے قولاً بھی ان کی اجازت منقول ہے اور اس پر عمل بھی ثابت ہے مگر تیسری سزا یعنی مار پیٹ کی اگرچہ بدرجہ مجبوری ایک خاص انداز میں مرد کو اجازت

دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے وَلَنْ یَّضْرِبَ خِیَارُکُمْ یعنی اچھے مرد یہ مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے چنانچہ انبیاء علیہم السلام سے کہیں ایسا عمل منقول نہیں۔
(معارف القرآن ج ۲ ص ۳۹۹، ص ۴۰۰)

اطاعت شعار بیوی کی فضیلت

فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ النِّسَاءِ اِمْرَأَۃٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْھَا سَرَّتْکَ وَاِذَا اَمَرْتَھَا اَطَاعَتْکَ وَاِذَا غِبْتَ عَنْھَا حَفِظَتْکَ فِیْ مَالِھَا وَنَفْسِھَا یعنی بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو اور جب اس کو کوئی حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔

اور چونکہ عورتوں کی یہ ذمہ داریاں یعنی اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت دونوں آسان کام نہیں اس لئے آگے فرما دیا بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ یعنی اس حفاظت میں اللہ تعالیٰ عورت کی مدد فرماتے ہیں، انہی کی امداد اور توفیق سے وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتی ہیں ورنہ نفس و شیطان کے مکاید ہر وقت انسان مرد و عورت کو گھیرے ہوئے ہے اور عورتیں خصوصاً اپنی علمی اور عملی قوتوں میں بہ نسبت مرد کے کمزور بھی ہیں، اس کے باوجود وہ ان ذمہ داریوں میں مردوں سے زیادہ مضبوط نظر آتی ہیں وہ سب

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور امداد سے ہے یہی وجہ ہے کہ بے حیائی کے گناہوں میں بہ نسبت مردوں کے عورتیں بہت کم مبتلا ہوتی ہیں۔

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار و مطیع ہو اس کے لئے ہوا میں پرندے، مچھلیاں دریا میں، فرشتے آسمانوں میں اور درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں (بحر محیط)

(معارف القرآن ج ۲ ص ۲۹۸، ص ۲۹۹)

مستورات کے لئے ایک ضروری ہدایت

عورتیں یاد رکھیں! سیرت کی معتبر روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے پسند نہیں کہ عورت اپنے خاوند کی شکایت کیا کرے جاؤ اپنے گھر بیٹھو۔"

یہ ہے لڑکیوں کی وہ تعلیم جس سے ان کی حیات دنیا و آخرت دونوں درست ہو سکتی ہیں (اوجز السیر لابن الفارس)

(سیرت خاتم الانبیاء ص ۲۷، ص ۲۸)

نکاح کے ضروری احکام ومسائل

مسئلہ

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اس بات کی قید نہیں لگائی ہے کہ باپ نے ان سے وطی بھی کی ہو لہٰذا کسی بھی عورت سے اگر باپ کا عقد بھی ہو جائے تو اس عورت سے بیٹے کے لئے نکاح کبھی بھی حلال نہیں۔ اسی طرح سے بیٹے کی بیوی سے باپ کو نکاح کرنا درست نہیں۔ اگرچہ بیٹے کا صرف نکاح ہی ہوا ہے۔

قال الشامی وتحرّم زوجة الاصل والفرع بمجرد العقد دخل بها اولا۔

مسئلہ

اگر باپ نے کسی عورت سے زنا کر لیا ہو تو بھی بیٹے کو اس عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

اپنی والدہ سے نکاح کرنا حرام ہے اور اس ضمن میں دادیاں اور نانیاں سب داخل ہیں۔

اپنی حقیقی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور لڑکی کی لڑکی سے بھی۔ اور بیٹے کی لڑکی سے بھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیٹی - پوتی - پرپوتی - نواسی - پڑنواسی ان سب سے نکاح کرنا حرام ہے اور سوتیلی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہو اور بیوی ساتھ لائی ہو۔ اس سے نکاح کرنے یا نہ کرنے میں تفصیل ہے جو آگے آرہی ہے۔ اور جو لڑکا لڑکی صلبی نہ ہو بلکہ گود لے کر پال لیا ہو۔ ان سے اور ان کی اور اولاد سے نکاح جائز ہے۔ بشرطیکہ کسی دوسرے طریقے سے حرمت نہ آئی ہو اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس نطفہ سے جو لڑکی پیدا ہو وہ بھی بیٹی کے حکم میں ہے۔ اس سے بھی نکاح درست نہیں اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور اس بہن سے بھی جو علاتی (باپ شریک) اور اس بہن سے بھی جو اخیافی (ماں شریک) ہو۔ اپنے باپ کی حقیقی بہن، علاتی، اخیافی بہن، ان تینوں سے نکاح حرام ہے۔ غرض کہ تینوں طرح کی پھوپھیوں سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

اپنی والدہ کی حقیقی بہن ہو یا علاتی یا اخیافی ہر ایک سے نکاح حرام ہے۔

بھائی کی لڑکیوں یعنی بھتیجیوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ حقیقی ہو یا علاتی ہو یا اخیافی ہو۔ تینوں طرح کے بھائیوں کی لڑکیوں سے نکاح حلال نہیں ہے۔

بہن کی لڑکیوں یعنی بھانجیوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ اور یہاں بھی وہی تعمیم ہے کہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں، علاتی ہوں یا اخیافی ان کی لڑکیاں شرعاً نکاح میں نہیں آسکتیں۔

جن عورتوں کا دودھ پیا ہے اگرچہ وہ حقیقی مائیں نہ ہوں۔ وہ بھی حرمت

نکاح کے بارے میں والدہ کے حکم میں ہیں اور ان سے بھی نکاح حرام ہے۔ تھوڑا دودھ پیا ہو یا زیادہ۔ ایک دفعہ پیا ہو یا متعدد دفعہ پیا ہو ہر صورت میں یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے فقہاء کی اصطلاح میں اس کو حرمت رضاعت سے تعبیر کرتے ہیں۔

البتہ اتنی بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ حرمت رضاعت اسی زمانہ میں دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے جو بچپن میں دودھ پینے کا زمانہ ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

یعنی رضاعت سے جو حرمت ثابت ہوگی وہ اسی زمانہ کے دودھ پینے ہی سے بچّے کا نشو و نما ہوتا ہے (بخاری و مسلم) اور یہ مدّت امام حنیفہ رح کے نزدیک بچّے کی پیدائش سے لے کر ڈھائی سال تک ہے اور دیگر فقہاء کے نزدیک جن میں امام ابوحنیفہ رح کے مخصوص شاگرد امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح رحمہما اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ صرف دو سال تک مدتِ رضاعت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اسی پر امام محمد رح کا فتویٰ بھی ہے۔ اگر کسی لڑکے لڑکی نے اس عمر کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

رضاعت کے رشتہ سے جو بہنیں ہیں۔ ان سے بھی نکاح کرنا حرام ہے تفصیل اس کی یوں ہے کہ جب کسی لڑکی یا لڑکے نے ایام رضاع میں کسی

عورت کا دودھ پی لیا۔ وہ عورت ان کی رضاعی والدہ بن گئی۔ اوراس عورت کا شوہر اس کا باپ بن گیا اور اس عورت کی نسبی اولاد اس کے بہن بھائی بن گئے اور اس عورت کی بہنیں ان کی خالائیں بن گئیں اور اس عورت کا جیٹھ دیور ان بچوں کے رضاعی چچا بن گئے اور اس عورت کے شوہر کی بہنیں ان بچوں کی پھوپھیاں بن گئیں اور باہم ان سب میں حرمت رضاعت ثابت ہوگئی۔ نسب کے رشتہ سے جو نکاح آپس میں حرام ہے۔ رضاع کے رشتہ سے بھی حرام ہوجاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ (بخاری) اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔

اِن اللہ حرم من الرضاعۃ ما حرّم من النّسب

(بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۳)

مسئلہ

اگر ایک لڑکے ایک لڑکی نے کسی عورت کا دودھ پیا تو ان دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح رضاعی بھائی اور رضاعی بہن کی لڑکی سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ

رضاعی بھائی یا رضاعی بہن کی نسبی ماں سے نکاح جائز ہے اور نسبی بہن کی رضاعی ماں سے بھی حلال ہے۔ اور رضاعی بہن کی نسبی بہن سے بھی اور نسبی بہن کی رضاعی بہن سے بھی نکاح جائز ہے۔

مسئلہ

اگر مرد کے دودھ نکل آئے تو اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی۔

مسئلہ

اگر دودھ پینے کا شک ہو تو اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کسی عورت نے کسی بچے کے منہ میں پستان دیا۔ لیکن دودھ جانے کا یقین نہ ہو تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور نکاح کی حلت پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔

مسئلہ

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کر لیا اور کسی اور عورت نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اگر دونوں اس کی تصدیق کریں۔ تو نکاح کے فاسد ہونے کا فیصلہ کر لیا جائے گا۔ اور اگر یہ دونوں اس کی تکذیب کریں اور عورت دیندار خدا ترس ہو تو فساد نکاح کا فیصلہ نہ ہو گا۔ لیکن طلاق دے کر مفارقت کر لینا پھر بھی افضل ہے۔

مسئلہ

حرمت رضاع کے ثبوت کے لئے دو دیندار مردوں کی گواہی ضروری ہے۔ ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ لیکن چونکہ معاملہ حرام وحلال سے متعلق ہے۔ اس لئے احتیاط کرنا افضل ہے۔ حتیٰ کہ بعض فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کرنا ہو اور ایک دیندار مرد گواہی دے کہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں تو نکاح

کرنا جائز نہیں، اور اگر نکاح کے بعد ہو تو احتیاط جدا ہونے میں ہے بلکہ اگر ایک عورت بھی کہہ دے۔ تب بھی احتیاط اسی میں ہے کہ مفارقت اختیار کریں۔

مسئلہ

منہ یا ناک کے ذریعہ ایّام رضاع میں دودھ اندر جانے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اور کسی راستہ سے دودھ اندر پہنچا دیا جائے یا دودھ کا انجکشن دے دیا جائے تو حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ

عورت کے دودھ کے علاوہ کسی اور دودھ (مثلاً چوپائے کا دودھ یا کسی مرد کا) سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

مسئلہ

دودھ اگر دوا میں یا بکری، گائے، بھینس کے دودھ میں ملا ہوا ہو تو اس سے حرمت رضاعت اس وقت ثابت ہوگی۔ جب کہ عورت کا دودھ غالب ہو۔ اور اگر دونوں برابر ہوں تب بھی حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اگر عورت کا دودھ کم ہے تو یہ حرمت ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ

جس طرح دو دیندار مردوں کی گواہی سے حرمت رضاع ثابت ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ایک دیندار مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے بھی اس کا ثبوت ہوجاتا ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اگر نصاب شہادت پورا نہ ہو

تب بھی شک سے بچنے کے لئے حرمت کو ترجیح دی جائے۔

مسئلہ

بیویوں کی مائیں بھی شوہروں پر حرام ہیں۔ اس میں بیویوں کی نانیاں دادیاں نسبی ہوں یا رضاعی سب داخل ہیں۔

مسئلہ

جس طرح منکوحہ بیوی کی ماں حرام ہے۔ اسی طرح اس عورت کی ماں بھی حرام ہے۔ جس کے ساتھ شب میں ہمبستری کی ہو یا جس کے ساتھ زنا کیا ہو یا اس کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے۔

مسئلہ

نفس نکاح ہی سے بیوی کی ماں حرام ہو جاتی ہے حرمت کے لئے دخول وغیرہ ضروری نہیں۔ جس عورت کے ساتھ نکاح کیا اور نکاح کے بعد ہمبستری بھی کی تو اس عورت کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہے۔ اسی طرح اس کی پوتی، نواسی حرام ہوگئیں۔ ان سے نکاح کرنا جائز نہیں لیکن اگر ہمبستری نہیں کی۔ صرف نکاح ہوا تو صرف نکاح سے مذکور قسمیں حرام نہیں ہو جاتیں لیکن نکاح کے بعد اگر اس کو شہوت کے ساتھ چھوا یا اس کے اندام نہانی کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھا تو یہ بھی ہمبستری کے حکم میں ہے اس سے بھی اس عورت کی لڑکی وغیرہ حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ

اس عورت کی لڑکی پوتی اور نواسی بھی حرام ہوگئیں جس کے ساتھ شبہ

میں ہمبستری ہو یا اس کے ساتھ زنا کیا ہو بیٹے کی بیوی حرام ہے اور بیٹے کے عموم میں پوتا۔ نواسا بھی داخل ہیں۔ لہٰذا ان کی بیویوں سے نکاح جائز نہ ہوگا۔ متبنّیٰ (لے پالک) کی بیوی سے نکاح حلال ہے اور رضاعی بیٹا بھی نسبی بیٹے کے حکم میں ہے۔

لہٰذا اس کی بیوی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ حقیقی بہنیں ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی، نسب کے اعتبار سے ہو یا رضاعی بہنیں ہوں۔ یہ حکم سب کو شامل ہے البتہ طلاق ہو جانے کے بعد دوسری بہن سے نکاح جائز ہے لیکن یہ جواز عدّت گزرنے کے بعد ہے۔ عدّت کے دوران نکاح جائز نہیں ہے۔

مسئلہ

جس طرح ایک ساتھ دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ اسی طرح پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو بھی کسی ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْءَۃِ وَعَمَّتِہَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْءَۃِ وَخَالَتِہَا (بخاری ومسلم)

مسئلہ

فقہائے کرام نے بطور قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہے کہ ہر ایسی دو عورتیں جن میں سے اگر کسی ایک کو مذکر فرض کیا جائے تو شرعاً ان دونوں کا آپس میں نکاح درست نہ ہو اس طرح کی دو عورتیں ایک مرد کے نکاح میں جمع

نہیں ہوسکتیں۔

(سورہ نساء آیت ۲۳)

معارف القرآن حصہ دوم ص ۳۵۷ تا ۳۶۲

مسئلہ

اگر کوئی کافر عورت دار الحرب میں مسلمان ہوجائے اور اس کا شوہر کافر ہے تو تین حیض گزرنے کے بعد وہ اس کے نکاح سے جدا ہوجائے گی۔

مسئلہ

اور اگر دار الاسلام میں کوئی کافر عورت مسلمان ہوجائے اور اس کا شوہر کافر ہو تو حاکم شرع اس کے شوہر پر اسلام پیش کرے اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کرے تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردے اور یہ تفریق طلاق شمار ہوگی۔ اس کے بعد عدت گزار کر وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے (سورہ نساء آیت ۲۴)

(معارف القرآن حصہ دوم صہ ۳۶۴)

نکاح کے بارے میں ایک ضروری حکم

مسئلہ

نکاح ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس میں اگر زوجین کی طبائع میں موافقت نہ ہو تو مقاصد نکاح میں خلل آتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں خلل آتا ہے۔ باہمی جھگڑے نزاع پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے شریعت میں

کفائت یعنی باہمی مماثلت کی رعایت کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی اعلیٰ خاندان کا آدمی اپنے سے کم خاندان والے آدمی کو رذیل یا ذلیل سمجھے ذلّت و عزّت کا اصل مدار اسلام میں تقویٰ اور دینداری ہے جس میں یہ چیز نہیں اس کو خاندانی شرافت کتنی بھی حاصل ہو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ نکاح میں کفائت و مماثلت کی رعایت کرنا دین میں مطلوب ہے، تاکہ زوجین میں موافقت رہے، لیکن کوئی دوسری اہم مصلحت اس کفایت سے بڑھ کر سامنے آجائے تو عورت اور اس کے اولیاء کو اپنا یہ حق چھوڑ کر غیر کفو میں نکاح کر لینا جائز ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۷)

ملخصاً معارف القرآن حصّہ ہفتم ص ۱۵۱ تا ۱۵۲۔

زوجین کے درمیان عمر کے تناسب کی رعایت بہتر ہے

مسئلہ

ہم عمری کی وجہ سے طبیعتوں میں زیادہ مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت و دلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جا سکے گا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہیئے کیونکہ اس سے باہمی اُنس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہو جاتا ہے (سورۂ ص آیت ۵۲)

معارف القرآن حصّہ ہفتم ص۵۲۷

نکاح کے متعلق مزید احکام

مسئلہ

کسی عورت سے نکاح کر لینے کے بعد خلوت صحیح سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق کی نوبت آ جائے، تو مطلّقہ عورت پر کوئی عدّت واجب نہیں، وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ ہاتھ لگانے سے مراد صحبت اور صحبت کا حقیقی حکمی ہونا اور دونوں کا ایک حکم ہونا معلوم ہو چکا ہے اور صحبت حکمی خلوت صحیح سے ہو جاتا ہے دوسرا حکم یہ ہے کہ مطلّقہ عورت کو شرافت اور حُسنِ خلق کے ساتھ کچھ سامان دے کر رخصت کیا جائے، کچھ سامان دے کر رخصت کر دینا ہر مطلّقہ کے لئے مستحب و مسنون ہے اور بعض صورتوں میں واجب ہے جس کی تفصیل خلاصہ تفسیر میں گزر چکی ہے اور سورہ بقرہ کی آیت لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ کے تحت گزر چکی ہے اور ان الفاظ قرآنی میں لفظ متاع اختیار فرمانا شاید اس حکمت سے ہو کہ یہ لفظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے ہر اس چیز کے لئے جس سے فائدہ اُٹھایا جائے اس میں عورت کے حقوق واجبہ مہر وغیرہ بھی شامل ہیں کہ اگر اب تک مہر نہ دیا گیا ہو تو طلاق کے وقت خوش دلی سے ادا کر دیں اور غیر واجب حقوق مثلاً مطلّقہ کو رخصت کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا دے کر رخصت کرنا یہ بھی داخل ہے جو ہر مطلّقہ عورت کو دینا مستحب ہے (کذا فی المبسوط المحیط، روح)

امام حدیث عبد بن حمید نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ یعنی متاع و سامان دینا ہر مطلقہ کے لئے ہے۔ خواہ اس کے ساتھ خلوت صحیح ہوئی یا نہ ہوئی ہو اور اس کا مہر حق ہو یا نہ ہو (سورہ احزاب آیت ۴۹)
(معارف القرآن حصہ ہفتم صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱)

چار سے زیادہ عورتوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے

مسئلہ

اسلام نے تعدد ازدواج پر پابندی لگائی اور چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا اور جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح کے اندر رہیں ان میں مساوات حقوق کا نہایت مؤکد حکم اور اس کی خلاف ورزی پر وعید شدید سنائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ معارف القرآن ج ۲ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸

(سورۃ النساء آیت ۳)

کیا انسان کا نکاح جنی عورت سے ہو سکتا ہے

مسئلہ

اس معاملہ میں بعض لوگوں نے تو اس لئے شبہ کیا ہے کہ جنات کو انسان کی طرح توالد و تناسل کا اہل نہیں سمجھا ابن عربی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ یہ خیال باطل ہے۔ احادیث صحیحہ سے جنات میں توالد و تناسل اور مرد و

عورت کی تمام وہ خصوصیات جو انسانوں میں ہیں۔ جنّات میں بھی موجود ہونا ثابت ہے۔ دوسرا سوال شرعی حیثیت سے ہے کہ کیا عورت جنّیہ کسی انسان مرد کے لئے نکاح کر کے حلال ہو سکتی ہے۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بہت حضرات نے جائز قرار دیا ہے۔ بعض نے غیر جنس مثل جانوروں کے ہونے کی بناء پر حرام فرمایا ہے۔

(سورۃ النمل آیت ۲۳)

(معارف القرآن ص ۵۷۳ ج ۶)

متعہ کے متعلق مسائل

مسئلہ

نکاح متعہ کی طرح نکاح موقّت بھی حرام اور باطل ہے۔ نکاح موقّت یہ ہے کہ ایک مقررہ مدّت کے لئے نکاح کیا جائے۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ متعہ میں لفظ متعہ بولا جاتا ہے۔ اور نکاح موقّت لفظ نکاح سے ہوتا ہے۔

(سورہ نساء آیت ۲۴)

(معارف القرآن حصہ دوم ص ۳۶۸)

کافر کی بیوی کے مسلمان ہو جانے کا حکم

مسئلہ

جو عورت کسی کافر کے نکاح میں تھی اور پھر وہ مسلمان ہو گئی تو کافر سے خود بخود اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ یہ اس کے لئے اور وہ اس کے لئے حرام ہو گئے اور یہی وجہ عورتوں کو شرط صلح میں واپسی سے مستثنیٰ کرنے کی ہے کہ اب وہ اس کے شوہر کافر کے لئے حلال نہیں رہی۔

کافر مرد کی بیوی مسلمان ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جانا آیت مذکورہ (سورۃ الممتحنہ آیت ۱۰) سے معلوم ہو چکا لیکن دوسرے کسی مسلمان مرد سے اس کا نکاح کس وقت جائز ہو گا۔ اس کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اصل ضابطہ تو یہ ہے کہ جس کافر مرد کی عورت مسلمان ہو جائے تو حاکم اسلام اس کے شوہر کو بلا کر کہے کہ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو نکاح برقرار رہے گا ورنہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اگر وہ اس پر بھی اسلام لانے سے انکار کر دے تو اب دونوں میں فرقت کی تکمیل ہو گئی۔ اس وقت وہ کسی مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ حاکم اسلام کا شوہر کو حاضر کرنا وہیں ہو سکتا ہے جہاں حکومت اسلام کی ہو، دارالکفر یا دارالحرب میں ایسا واقعہ پیش آئے تو شوہر سے اسلام کے لئے کہنے اور اس کے انکار کی صورت نہیں ہو گی جس سے دونوں میں تفریق کا فیصلہ کیا جا سکے۔ اس لئے اس صورت میں زوجین کے درمیان تفریق کی تکمیل

اس وقت ہوگی جب یہ عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجائے یا مسلمانوں کے لشکر میں آجائے، اس میں پہنچنے سے بھی اس کا تحقق ہو جاتا ہے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں اختلاف دارین سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی جب کافر مرد اور اس کی بیوی مسلمان کے درمیان دارین کا فاصلہ ہو جائے یعنی ایک دار الکفر میں ہے دوسرا دار الاسلام میں تو یہ تفریق مکمل ہو کر عورت دوسرے سے نکاح کے لئے آزاد ہو جاتی ہے۔

(سورۃ الممتحنہ آیت ۱۰)

(معارف القرآن ص ۴۱۲ ج ۸)

بیوی کا نان ونفقہ ضروریہ شوہر کے ذمّہ ہے

ضروریاتِ زندگی بیوی کی مرد کے ذمّہ ہیں۔ ان کے حصول میں جو محنت و مشقت ہو اس کا تنہا ذمّہ دار مرد ہے۔ حضرت آدم اور حوّا زمین پر اُتارے گئے تو ان ضروریاتِ زندگی کی تحصیل میں جو کچھ محنت مشقت اُٹھانا پڑے گی وہ حضرت آدم علیہ السّلام پر پڑے گی۔ کیونکہ حوّا کا نفقہ اور ضروریاتِ زندگی فراہم کرنا ان کے ذمّہ ہے۔

نفقہ واجبہ صرف چار چیزیں ہیں

قرطبی نے فرمایا کہ عورت کا جو نفقہ مرد کے ذمّہ ہے وہ صرف چار چیزیں ہیں کھانا پینا۔ لباس اور مسکن اس سے زائد جو کچھ شوہر اپنی بیوی یا اس

پر خرچ کرتا ہے۔ وہ تبرع و احسان ہے۔ واجب و لازم نہیں۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ۔

مسئلہ

زوجہ کا نفقہ شوہر کی حیثیت کے مناسب ہونا چاہیے یا زوجہ کی

اس پر تو اتفاق ہے کہ میاں بیوی دونوں امیر مالدار ہوں تو نفقہ امیرانہ واجب ہوگا اور دونوں غریب ہوں تو نفقہ غریبانہ واجب ہو گا۔ البتہ جب دونوں کے حالات مالی مختلف ہوں تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ صاحب ہدایہ نے خصافؒ کے اس قول پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر عورت غریب اور مرد مالدار ہو تو اس کا نفقہ درمیانہ حیثیت کا دیا جائے گا کہ غریبوں سے زائد مالداروں سے کم، اور کرخیؒ کے نزدیک اعتبار شوہر کے حال کا ہوگا۔ فتح القدیر میں بہت سے فقہاء کا فتویٰ اس پر نقل کیا ہے واللہ اعلم (فتح القدیر ج ۳ صہ ۴۲۲)

معارف صہ ۱۸۵ جلد اوّل

بیوی کی سکونت شوہر کے تابع ہے

مسئلہ

اُسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اس آیت میں دو مسئلوں کی طرف اشارہ ہے۔ اوّل یہ کہ بیوی کے لئے رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ

ہے۔ دوسرے یہ کہ سکونت میں بیوی شوہر کے تابع ہے جس مکان میں شوہر رہے اس میں اس کو رہنا چاہیئے۔ البقرہ آیت ۲۵
معارف القرآن جلد اول صہ ۱۹۴

بیوی کے علاوہ جس کسی کا نفقہ شریعت نے کسی شخص کے ذمّہ عائد کیا ہے اس میں بھی چار چیزیں اس کے ذمّہ واجب ہوتی ہیں جیسے ماں باپ کا نفقہ اولاد کے ذمّہ جب کہ وہ محتاج اور معذور ہوں۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۷)
معارف القرآن حصّہ ششم صہ ۱۵۷

زوجین کے جھگڑے میں دوسروں کا دخل بلاضرورت مناسب نہیں

میاں بیوی کے معاملات میں بہتر یہ ہے کہ کوئی تیسرا دخیل نہ ہو یہ دونوں آپس میں خود ہی کوئی بات طے کرلیں کیونکہ تیسرے کے دخل دینے سے بعض اوقات تو مصالحت ہی ناممکن ہو جاتی ہے اور ہو بھی جائے تو طرفین کے عیوب تیسرے آدمی کے سامنے بلا وجہ آتے ہیں جس سے بچنا دونوں کے لئے مصلحت ہے (سورہ نساء آیت ۱۲۷)
(معارف القرآن ج ۲ صہ ۵۶۲)

گنہگار بیوی بچوں سے بیزاری اور بُغض نہیں چاہیئے

علما نے اس آیت (التغابن آیت ۱۴) سے استدلال کیا ہے کہ

اہل وعیال سے کوئی کام خلافِ شرع بھی ہو جائے تو ان سے بیزار ہو جانا اور اُن سے بُغض رکھنا یا اُن کے لئے بد دعا کرنا مناسب نہیں۔

(معارف القرآن ج ۸ صہ ۴۷۰)

لڑکی کی پیدائش کوئی ذلت نہیں

مسئلہ

گھر میں لڑکی پیدا ہونے کو مُصیبت و ذلّت سمجھنا جائز نہیں۔ یہ کفار کا فعل ہے۔ تفسیر روح البیان میں بحوالہ شرعہ لکھا ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کر دے تاکہ اہلِ جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ (سورہ نحل آیت نمبر ۵۹)

معارف القرآن ج ۵ صہ ۳۴۴

بیوی اور اولاد کی تعلیم و تربیت ہر مسلمان پر فرض ہے

حضرات فقہاءؒ نے فرمایا کہ اس آیت[1] سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائضِ شرعیہ اور حلال و حرام کے

---

[1] یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔
(التحریم آیت نمبر ۶)

احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو، تمہاری نماز، تمہارا روزہ، تمہاری زکوٰۃ، تمہارا مسکین، تمہارا یتیم اور تمہارا پڑوسی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔ تمہاری نماز تمہارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اس میں غفلت نہ ہونے پائے اور مسکینکم یتیمکم وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل اور غافل ہوں (روح) (سورۃ التحریم آیت نمبر ۶)
معارف القرآن ج ۸ صہ ۵-۳

اولاد سے خطا ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے

مسئلہ

اولاد سے اگر کوئی گناہ یا خطا سرزد ہو جائے تو باپ کو چاہیئے کہ تربیت کرکے ان کی اصلاح کی فکر کرے اور جب تک اصلاح کی امید ہو قطع تعلق نہ کرے ہاں اگر اصلاح سے مایوسی ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں دوسروں کے دین کا ضرر محسوس ہو پھر قطع تعلق کر لینا انسب ہے (سورہ یوسف آیت نمبر ٦٦) (معارف القرآن ج ۵ صہ ۹۳)

تخصیص کے ساتھ بیوی کا ذکر عام مجالس میں نہ کرنا بلکہ کنایہ سے کام لینا بہتر ہے

مسئلہ

لفظ اہل عام ہے جس میں بیوی اور گھر کے دوسرے افراد بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس مقام میں اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تنہا اہلیہ محترمہ ہی تھیں کوئی دوسرا نہ تھا مگر تعبیر میں یہ عام لفظ استعمال کرنے سے اس طرف اشارہ پایا گیا کہ مجالس میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا ذکر کرے تو عام لفظوں سے کرنا بہتر ہے جیسے ہمارے عرف میں کہا جاتا ہے۔ میرے گھر والوں نے یہ کہا ہے۔

(سورۃ النمل آیت ۷)

معارف القرآن حصہ ششم ص ۵۶۱

غیر فطری فعل اپنی بیوی سے بھی حرام ہے

مسئلہ

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ لفظ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ میں حرف مِنْ اصطلاحی الفاظ میں بیانیہ بھی ہو سکتا ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ تمہاری خواہش کے لئے جو اللہ نے بیویاں پیدا فرمائی ہیں تم ان کو چھوڑ کر اپنے ہم جنس مردوں کو اپنی شہوتِ نفس کا نشانہ بناتے ہو

جو خباثتِ نفس کی دلیل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حرف مِنْ کو تبعیض کے لئے قرار دیں تو اشارہ اس طرف ہوگا کہ تمہاری بیبیوں سے خلافِ فطرت عمل کرتے ہو جو کہ قطعاً حرام ہے۔ غرض اس دوسرے معنی کے لحاظ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوگیا کہ اپنی زوجہ سے خلافِ فطرت عمل حرام ہے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ نعوذ باللہ منہ (کذا فی الروح)

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ لوطی پر دیوار گرانے یا بلند مقام سے نیچے پھینکنے کی تعزیر جائز ہے۔ جیسے حنفیہ کا مسلک ہے کیونکہ قوم لوط اسی طرح ہلاک کی گئی تھی کہ ان کی بستیوں کو اوپر اُٹھا کر اُلٹا زمین پر پھینک دیا گیا تھا (شامی کتاب الحدود)

(سورۃ الشعراء آیت ۱۶۶)
(معارف القرآن حصہ ششم صہ ۵۴۲)

غیر فطری طریقہ سے قضاء شہوت کا حکم

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک "اَلَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا" کا مصداق وہ لوگ ہیں جو غیر فطری طریقہ پر قضاء شہوت کرتے ہیں۔ یعنی مراد استلذاذ بالمثل کے مرتکب ہوتے ہیں (سورہ نساء آیت ۱۶) معارف القرآن جلد دوم صہ ۳۳۸

استمناء بالید کے احکام

اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے استمناء بالید یعنی اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کر لینے کو بھی اس کے عموم[1] میں داخل قرار دے کر حرام قرار دیا ہے ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مکروہ ہے۔ میں نے سنا ہے محشر میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کے ہاتھ حاملہ ہوں گے میرا گمان یہ ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرتے ہیں اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم پر عذاب نازل فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے اپنی شرمگاہوں سے کھیلتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون من نکح یدہ یعنی جو اپنے ہاتھ سے نکاح کرے وہ ملعون ہے سند اس کی ضعیف ہے (مظہری)

(سورۃ المعارج آیت ۳۱)

(معارف القرآن ج ۸ صـ ۵۵۸)

حالتِ حیض میں صحبت نہ کرنے کا حکم

(۱) اگر غلبہ شہوت سے حالتِ حیض میں صحبت ہو گئی تو خوب توبہ کرنا واجب ہے اور کچھ خیر خیرات بھی دے دے تو زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] سورۃ المعارج آیت ۳۱

(۲) پیچھے کے موقع میں اپنی بی بی سے بھی صحبت کرنا حرام ہے۔
(۲) اگر کوئی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں گا اس کی چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی مدت معین نہ کرے دوم یہ کہ چار مہینے کی مدت کی قید لگائے سوم یہ کہ چار ماہ کی مدت کی قید لگائے پس صورت اول، دوم اور سوم کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالے اور بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کفارہ دے اور نکاح باقی ہے اور اگر چار ماہ گزر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر قطعی طلاق پڑ گئی یعنی بلا نکاح رجوع کرنا درست نہ رہا البتہ اگر دونوں رضامندی سے پھر نکاح کرلیں تو درست ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور چوتھی صورت کا حکم یہ ہے اگر قسم توڑے تو کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر قسم پوری کرلی جب بھی نکاح باقی ہے (بیان القرآن)

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۲)

معارف القرآن ج ۱ ص ۵۴۶ تا ص ۵۴۷

طلاق کے احکام ومسائل

تین طلاق ایک ساتھ دینے کا حکم

مسئلہ

شریعت و سنت کی نظر میں اصل یہی ہے کہ کوئی آدمی اگر طلاق دینے پر مجبور ہی ہوجائے تو صاف وصریح لفظوں میں ایک طلاق رجعی دے دے تاکہ عدت تک رجعت کا حق باقی رہے ایسے الفاظ نہ بولے جس سے فوری طور پر تعلق زوجیت منقطع ہوجائے جس کو طلاق بائن کہتے ہیں اور نہ تین طلاق تک پہنچے جس کے بعد آپس میں نکاح جدید بھی حرام ہوجائے۔

مسئلہ

تین چیزوں میں حکم شرعی یہ ہے کہ دو مرد و عورت اگر بلا قصد نکاح ہنسی، ہنسی میں گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کریں تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اسی طرح اگر بلا قصد ہنسی ہنسی میں صریح طور پر طلاق دے دے تو طلاق ہوجاتی ہے یا رجعت کرے تو رجعت ہوجاتی ہے ایسے ہی کسی غلام یا باندی کو ہنسی ہنسی میں آزاد کرنے کو کہہ دے تو غلام باندی آزاد ہوجاتے ہیں۔ ہنسی مذاق میں کوئی عذر مانا نہیں جاتا۔

مسئلہ

مطلقہ عورتوں کو اپنی مرضی کی شادی کرنے سے بلا وجہ شرعی روکنا حرام ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۲۱، ۲۲۲) دلائل کے لئے ملاحظہ فرمائیے تفسیر معارف القرآن ج ۱ ص ۵۷۴ تا ص ۵۷۸)

مسئلہ

جب طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہے تو طلاق کا احسن طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق حالتِ طہر میں دے دے جس میں مجامعت نہ کی ہو اور یہ ایک طلاق دے کر چھوڑ دے عدت ختم ہونے کے ساتھ ہی رشتہ نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا۔ اس کو فقہا نے طلاق احسن کہا ہے اور حضرات صحابہؓ نے اسی کو طلاق کا بہتر طریق قرار دیا ہے۔

مسئلہ

اگر کسی نے غیر مستحسن یا غیر مشروع طریقہ سے تین طلاق دے دیں تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی رجعت اور نکاح جدید کا اختیار بھی سلب ہو جائے گا (سورہ بقرہ آیت ۲۳۲) دلائل کے لئے ملاحظہ فرمائیے تفسیر معارف القرآن جلد اول ص ۵۵۹ تا ص ۵۶۹)

رضاعت کے احکام

دودھ پلانا ماں کے ذمّہ واجب ہے

دودھ پلانا دیانتہً ماں کے ذمّہ واجب ہے بلا عذر کسی ضد یا ناراضی کے سبب دودھ نہ پلائے تو گنہگار ہوگی ، اور دودھ پلانے پر وہ شوہر سے کوئی اُجرت ومعاوضہ نہیں لے سکتی۔ جب تک وہ اس کے اپنے نکاح میں ہے کیونکہ وہ اس کا اپنا فرض ہے۔

پوری مدّتِ رضاعت

پوری مدّتِ رضاعت دو سال ہے جب تک کوئی خاص عذر مانع نہ ہو بچّے کا حق ہے کہ یہ مدّت پوری کی جائے۔ اس کے بعد دودھ نہ پلایا جائے۔ البتہ بعض آیاتِ قرآن اور احادیث کی بنا پر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر تیس مہینے یعنی ڈھائی سال کے عرصہ میں بھی دودھ پلا دیا تو احکامِ رضاعت کے ثابت ہو جائیں گے اور اگر بچّے کی کمزوری وغیرہ کے عذر سے ایسا کیا گیا تو گناہ بھی نہ ہوگا۔ ڈھائی سال پورے ہونے کے بعد بچّہ کو ماں کا دودھ پلانا باتفاق حرام ہے۔

بچے کو دودھ پلانا ماں کے ذمّہ اور ماں کا نان ونفقہ وضروریات باپ کے ذمّہ ہیں

بچے کو دودھ پلانا ماں کے ذمّہ ہے لیکن ماں کا نان ونفقہ اور ضروریاتِ زندگی باپ کے ذمّہ ہے اور یہ ذمّہ داری جس وقت تک بچّے کی ماں اس کے نکاح میں یا عدّت میں ہے اس وقت تک ہے اور طلاق اور عدّت پوری ہونے کے بعد نفقہ زوجیت تو ختم ہوجائے گا مگر بچّے کو دودھ پلانے کا معاوضہ دینا باپ کے ذمّہ پھر بھی لازم رہے گا (مظہری)

مسئلہ | عورت جب تک نکاح میں ہے تو اپنے بچّے کو دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتی طلاق وعدّت کے بعد کرسکتی ہے

اگر بچّے کی ماں دودھ پلانے کی اُجرت مانگتی ہے تو جب تک اس کے نکاح یا عدّت کے اندر ہے اُجرت کے مطالبہ کا حق نہیں۔ یہاں اس کا نان ونفقہ جو باپ کے ذمّہ ہے وہی کافی ہے اور اگر طلاق کی عدّت گزر چکی ہے اور نفقہ کی ذمّہ داری ختم ہوچکی ہے اب اگر یہ مطلّقہ بیوی اپنے بچّے کو دودھ پلانے کا معاوضہ باپ سے طلب کرتی ہے تو باپ کو دینا پڑے گا کیونکہ اس

کے خلاف کرنے میں ماں کا نقصان ہے۔ شرط یہ ہے کہ یہ معاوضہ اُتنا ہی طلب کرے کہ جتنا کوئی دوسری عورت لیتی ہے۔ زائد کا مطالبہ کرے گی تو باپ کو حق ہوگا کہ اس کی بجائے کسی اُنّا کا دودھ پلوائے۔

یتیم بچّے کے دودھ پلوانے کی ذمّہ داری کس پر ہے؟

مسئلہ

اگر باپ زندہ نہ ہو تو بچّے کو دودھ پلانے یا پلوانے کا انتظام اس شخص پر ہے جو بچّے کا جائز وارث اور محرم ہو۔ یعنی اگر بچّہ مر جائے تو جن کو اس کی وراثت پہنچتی ہے وہی باپ نہ ہونے کی حالت میں اس کے نفقہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر ایسے وارث کئی ہوں تو ہر کئی پر بقدر میراث اس کی ذمّہ داری عائد ہوگی، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ یتیم بچّے کو دودھ پلوانے کی ذمّہ داری وارث پر ڈالنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ بچّے کا خرچہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی وارثوں پر ہوگا۔ کیونکہ دودھ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ مقصود بچّے کا گزارہ ہے مثلاً اگر یتیم بچّے کی ماں اور دادا زندہ ہیں تو یہ دونوں اس بچّے کے محرم بھی ہیں اور وارث بھی۔ اس لئے اس کا نفقہ ان دونوں پر بقدر حصّہ میراث عائد ہوگا یعنی ایک تہائی خرچہ ماں کے ذمّہ اور دو تہائی دادا کے ذمّہ ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یتیم پوتہ کا حق دادا پر اپنے بالغ بیٹوں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ بالغ اولاد کا نفقہ اس کے ذمّہ نہیں اور یتیم پوتے کا نفقہ اس کے ذمّے واجب

ہے ہاں میراث میں بیٹوں کے موجود ہوتے ہوئے بعید کو دینا معقول بھی نہیں اور صحیح بخاری کی حدیث لاولی رجل ذکر کے بھی خلاف ہے البتہ داداکو یہ حق ہے کہ اگرضرورت سمجھے تو یتیم پوتہ کے لئے کچھ وصیت کرجائے اور یہ وصیت بیٹوں کے حصہ سے زائد بھی ہوسکتی ہے اسی طرح یتیم پوتہ کی ضرورت کو بھی پورا کردیا گیا اور وراثت کا اصول کہ قریب کے ہوتے ہوئے بعید کو نہ دیا جائے یہ بھی محفوظ رہا (البقرہ آیت ۲۳۳)

معارف القرآن حصہ اوّل صہ۵۸ تا ۵۸۲

اکثر مدت حمل اور اکثر مدتِ رضاعت میں فقہا کا اختلاف

ائمہ ثلاثہ اور ائمہ حنفیہ میں سے امام ابویوسف اور امام محمدؒ سب اس پر متفق ہیں کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے صرف امام اعظم ابوحنیفہؒ سے یہ منقول ہے کہ ڈھائی سال تک بچہ کو دودھ پلایا جا سکتا ہے جس کا حاصل جمہور حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر بچہ کمزور ہو، ماں کے دودھ کے سوا کوئی غذا دو سال تک بھی نہ لیتا ہو تو مزید چھ ماہ دودھ پلانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مدت رضاعت پوری ہونے کے بعد ماں کا دودھ بچے کو پلانا حرام ہے مگر حرمت رضاعت کے سلسلہ میں فتویٰ فقہائے حنفیہ کا بھی جمہور ائمہ کے مسلک پر ہے کہ دو

سال کی مدت کے بعد اگر دودھ پلایا گیا تو اس سے حرمت رضاعت کے احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ سیدی حضرت حکیم الامت نے بیان القرآن میں فرمایا کہ اگرچہ فتویٰ جمہور کے قول پر ہے مگر عمل میں احتیاط کرنا بہتر ہے کہ ڈھائی سال کی مدت کے اندر جس بچے کو دودھ پلایا گیا ہے، اس سے مناکحت میں احتیاط برتی جائے۔

ملخصاً معارف القرآن حصہ ہفتم ص ۸۰۵ تا ۸۰۶

چار ماہ کے بعد اسقاط حمل قتل کے حکم میں ہے

مسئلہ

بچوں کو زندہ دفن کر دینا یا قتل کر دینا سخت گناہ کبیرہ اور ظلم عظیم ہے اور چار ماہ کے بعد کسی حمل کو گرانا بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ چوتھے مہینہ میں حمل میں روح پڑ جاتی ہے اور وہ زندہ انسان کے حکم میں ہے اسی طرح جو شخص کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس سے بچہ ساقط ہو جائے تو باجماع اُمت مارنے والے پر اس کی دیت میں غرہ یعنی ایک غلام یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے اور اگر بطن سے باہر آنے کے وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو پوری دیت بڑے آدمی کے برابر واجب ہوتی ہے اور چار ماہ سے پہلے اسقاط حمل بھی بدوں اضطراری حالات کے حرام ہے مگر پہلی صورت کی نسبت کم ہے یعنی اس میں کسی زندہ انسان کا قتل صریح نہیں ہے۔

مسئلہ

کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے جیسے آج کل دنیا میں ضبط تولید کے نام سے اس کی سینکڑوں صورتیں رائج ہوگئی ہیں اس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واد خفی فرمایا ہے یعنی خفیہ طور سے بچہ کو زندہ درگور کر دینا (کمارواہ مسلم عن جذامة بنت وھب) اور بعض دوسری روایات میں جو عزل یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سکوت یا عدم ممانعت منقول ہے وہ ضرورت کے مواقع کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی اس طرح کہ ہمیشہ کے لئے قطع نسل کی صورت نہ بنے (مظہری) آجکل ضبط تولید کے نام سے جو دوائیں یا معالجات کئے جاتے ہیں ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نسل و اولاد کا منقطع ہو جائے اس کی کسی حال اجازت شرعاً نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(سورۃ التکویر آیت ۸)

معارف القرآن ج ۸ صـ ۶۸۲، صـ ۶۸۳

عدّت کے بعض احکام و مسائل

مسئلہ

جس کا خاوند مرجائے اس کو عدّت کے اندر خوشبو لگانا، سنگھار کرنا، سُرمہ اور تیل بلا ضرورت دوا لگانا، رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور صریح گفتگوئے نکاحِ ثانی بھی درست نہیں اور رات کو دوسرے گھر رہنا بھی درست نہیں اور یہی حکم ہے اس عورت کا جس پر طلاق بائن واقع ہوئی یعنی جس میں رجعت درست نہیں، مگر اس کو اپنے گھر سے دن کو بھی بدوں سخت مجبوری کے نکلنا درست نہیں۔

مسئلہ

اگر چاند رات کو خاوند کی وفات ہوئی تب تو یہ مہینے خواہ تیس کے ہوں خواہ انتیس کے ہوں، چاند کے حساب سے پورے کئے جاویں گے اور اگر چاند رات کے بعد وفات ہوئی ہے تو یہ سب مہینے تیس تیس دن کے حساب سے پورے کئے جائیں گے، پس کل ایک سو تیس دن پورے کریں گے اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں اور جس وقت وفات ہوئی ہو جب یہ مدت گزر کر وہی وقت آئے گا، عدت ختم ہو جائے گی اور یہ جو فرمایا

کہ اگر عورتیں قاعدہ کے موافق کچھ کریں تو تم کو بھی گناہ نہ ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کوئی کام خلاف شرع کرے تو اوروں پر بھی واجب ہوتا ہے کہ بشرطِ قدرت اس کو روکیں، ورنہ یہ لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں اور قاعدہ کے موافق سے یہ مراد ہے کہ جو نکاح تجویز ہو وہ شرعاً صحیح اور جائز ہو، تمام شرائط حلت کی وہاں جمع ہوں۔

(معارف القرآن حصہ اوّل صد ۵۸۵)

ستر اور حجاب کے احکام و مسائل

زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا جائز نہیں

مسئلہ

شروع آیت میں عورتوں کو اپنی زینت غیر مردوں پر ظاہر کرنے سے منع فرمایا تھا۔ آخر میں اس کی مزید تاکید ہے کہ مواضع زینت سر اور سینہ وغیرہ کا چھپانا تو واجب تھا ہی، اپنی مخفی زینت کا اظہار خواہ کسی ذریعہ سے ہو وہ بھی جائز نہیں زیور کے اندر خود کوئی چیز ایسی ڈالی جائے جس سے وہ بجنے لگے یا ایک زیور دوسرے زیور سے ٹکرا کر بجے یا پاؤں زمین پر اس طرح مارا جس سے زیور کی آواز نکلے اور غیر محرم مرد سنیں۔ یہ سب چیزیں اس آیت کی رُو سے ناجائز ہیں اور اسی وجہ سے بہت سے فقہا نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا اس آیت سے ناجائز ثابت ہوا تو خود عورت کی آواز کا سنانا اس سے بھی زیادہ سخت اور بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اس لیئے عورت کی آواز کو بھی ان حضرات نے ستر میں داخل قرار دیا ہے اور اسی بنا پر نوازل میں فرمایا کہ عورتوں کو جہاں تک ممکن ہو قرآن کی تعلیم بھی عورتوں ہی سے لینا چاہیئے۔ مردوں سے تعلیم لینا بدرجہ مجبوری جائز ہے۔

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نماز میں اگر کوئی سامنے سے گزرنے لگے تو مرد کو چاہیئے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہہ کر گزرنے والے کو متنبہ کر دے مگر عورت آواز نہ نکالے بلکہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر اس کو متنبہ کرے۔

عورت کی آواز کا مسئلہ

کیا عورت کی آواز فی نفسہ ستر میں داخل ہے اور غیر محرم کو آواز سنانا جائز ہے ؟ اس معاملے میں حضرات ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کی کتب میں عورت کی آواز کو ستر میں داخل نہیں کیا گیا۔ حنفیہ کے نزدیک بھی مختلف اقوال ہیں۔ ابن ہمام نے نوازل کی روایت کی بناء پر ستر میں داخل قرار دیا ہے۔ اسی لئے حنفیہ کے نزدیک عورت کی اذان مکروہ ہے لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ازواجِ مطہرات نزولِ حجاب کے بعد بھی پسِ پردہ غیر محارم سے بات کرتی تھیں اس مجموعہ سے راجح اور صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس موقع اور جس محل میں عورت کی آواز سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔ وہاں ممنوع ہے جہاں یہ نہ ہو جائز ہے (حصاص)

اور احتیاط اسی میں ہے کہ بلا ضرورت عورتیں پسِ پردہ بھی غیر محرموں سے گفتگو نہ کریں۔ واللہ اعلم۔

خوشبو لگا کر باہر نکلنا

مسئلہ

اس حکم میں یہ داخل ہے کہ عورت جب بضرورت گھر سے باہر نکلے تو خوشبو لگا کر نہ نکلے کیونکہ وہ بھی اس کی مخفی زینت ہے۔ غیر محرم تک یہ خوشبو پہنچے تو ناجائز ہے۔ ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث ہے جس میں خوشبو لگا کر باہر جانے والی عورت کو بُرا کہا گیا ہے۔

مزیّن برقع پہن کر نکلنا بھی ناجائز ہے

امام جصاصؒ نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہارِ زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزیّن رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں داخل نہیں مگر زینت کا سب سے بڑا مرکز ہے، اس لئے اس کا بھی غیر محرموں سے چھپانا واجب ہے۔ اِلّا بضرورت (جصّاص)

(سورۃ النّور آیت ۳۱)

معارف القرآن حصّہ ششم ص ۴۰۶ تا ۴۰۷

عورت کی آواز کے بارے میں حکم

مسئلہ

عورت کی آواز ستر میں داخل نہیں۔ لیکن اس پر بھی احتیاطی پابندی یہاں بھی لگا دی اور تمام عبادات اور احکام میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ عورتوں کا کلام جہری نہ ہو جو مرد سنیں، امام کوئی غلطی کرے تو مقتدیوں کو لقمہ زبان سے دینے کا حکم ہے مگر عورتوں کو زبان سے لقمہ دینے کی بجائے یہ تعلیم دی گئی کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تالی بجا دیں جس سے امام متنبہ ہو جائے زبان سے کچھ نہ کہیں،

مسئلہ

اگر بضرورت کبھی عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو زینت کے اظہار کے ساتھ نہ نکلے بلکہ برقع یا جلباب جس میں پورا بدن ڈھک جائے وہ پہن کر نکلے (سورہ احزاب آیت ۳۲)

معارف القرآن حصہ ہفتم صہ ۱۳۲ تا ۱۳۳

ستر عورت کے احکام اور حجاب نساء میں فرق

مسئلہ

مرد و عورت کا وہ حصہ بدن جس کو عربی میں عورت اور اردو و فارسی میں ستر کہتے ہیں جس کا چھپانا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے اور ایمان کے بعد

سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے وہ ستر عورت یعنی اعضاء مستورہ کا چھپانا ہے۔ یہ فریضہ تو ابتداء آفرینش سے فرض ہے۔ تمام انبیاء علیہم السّلام کی شریعتوں میں فرض رہا ہے بلکہ شرائع کے وجود سے بھی پہلے جب جنّت میں شجر ممنوعہ کھا لینے کے سبب حضرت آدم و حوّا علیہما السّلام کا جنتی لباس اُتر گیا اور ستر کھُل گیا تو وہاں بھی آدم علیہ السّلام نے ستر کھُلا رکھنے کو جائز نہیں سمجھا۔ اسی لئے آدم و حوّا دونوں نے جنّت کے پتّے اپنے ستر پر باندھ لیئے۔ وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ کا یہی مطلب ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد آدم علیہ السّلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر دین کی شریعت میں ستر چھُپانا فرض رہا ہے۔ اعضاء مستورہ کی تعیین اور تحدید میں اختلاف ہو سکتا ہے کہ ستر کہاں سے کہاں تک ہے مگر اصل فرضیت ستر عورت کی تمام شرائع انبیاء میں مسلمہ ہے اور یہ فرض ہر انسان مرد و عورت پر فی نفسہٖ عائد ہے۔ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو اسی لئے اگر کوئی شخص اندھیری رات میں ننگا نماز پڑھے حالانکہ ستر چھپانے کے قابل کپڑا اس کے پاس موجود ہو، تو یہ نماز بالاتفاق ناجائز ہے حالانکہ اس کو ننگا کسی نے دیکھا نہیں (بحر الرائق) اسی طرح نماز اگر کسی ایسی جگہ پڑھی جہاں کوئی دوسرا آدمی دیکھنے والا نہیں اس وقت بھی اگر نماز میں ستر کھل گیا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے (کما فی عامۃ کتب الفقہ) خارج نماز لوگوں کے سامنے ستر پوشی کے فرض ہونے میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں، لیکن خلوت میں جہاں کوئی دوسرا دیکھنے والا موجود نہ ہو وہاں بھی صحیح قول یہی ہے کہ خارج نماز

بھی بلاضرورتِ شرعیہ یا طبعیہ کے ستر کھول کر ننگا بیٹھنا جائز نہیں۔
(کما فی البحر عن شرح المنیہ)

مسئلہ

یہ حکم تو ستر عورت کا تھا جو اوّل اسلام سے بلکہ اوّل آفرینش سے تمام شرائع انبیاء میں فرض رہا ہے جس میں مرد عورت دونوں برابر ہیں۔ خلوت وجلوت میں بھی برابر ہیں جیسے لوگوں کے سامنے ننگا ہونا جائز نہیں، ایسے ہی خلوت وتنہائی میں بلاضرورت ننگا رہنا جائز نہیں۔

مسئلہ

ستر عورت اور حجاب نساء یہ دو مسئلے الگ الگ ہیں، ستر عورت ہمیشہ سے فرض ہے۔ حجاب نساء ۵ھ ہجری میں فرض ہوا۔ ستر عورت مرد عورت دونوں پر فرض ہے۔ حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں، یہ تفصیل اس لئے لکھی گئی کہ ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کر دینے سے بہت شبہات مسائل اور احکام قرآن کے سمجھنے میں پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت سے باجماع مستثنیٰ ہیں۔ اسی لئے نماز میں چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں تو نماز بالاتفاق وباجماع جائز ہے چہرہ اور ہتھیلیاں تو از روئے نص مستثنیٰ ہیں قدمین کو فقہا نے ان پر قیاس کر کے مستثنیٰ قرار دیا ہے لیکن پردہ میں بھی یہ اعضاء مستثنیٰ ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک اب یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اجنبی مردوں سے عورت چہرہ اور ہتھیلیوں کو بھی چھپائے۔ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے

صہ۲۱۴ تا صہ۲۲۰ جلد ہفتم ۔

مسئلہ

پردہ کا پہلا درجہ جو اصل مطلوب شرعی ہے وہ حجاب اشخاص بالبیوت ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں —— لیکن شریعتِ اسلامیہ ایک جامع اور مکمل نظام ہے جس میں انسان کی تمام ضروریات کی رعایت پوری کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کو ایسی ضرورتیں پیش آنا ناگزیر تھا کہ وہ کسی وقت گھروں سے نکلیں اس کے پردہ کا دوسرا درجہ قرآن وسُنّت کی رُو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک برقع یا لمبی چادر میں پورا بدن کو چھپا کر نکلیں ۔ راستہ دیکھنے کے لئے چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگائیں ضرورت کے مواقع میں پردہ کا انتظام اور دوسرا کا بھی پہلے کی طرح سب علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے معارف القرآن حصّہ ہفتم صہ۲۱۱ تا ۲۱۳

مسئلہ

پردہ کے احکام مذکورہ میں بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں مثلاً بعض مرد بھی یعنی محارم پردہ سے مستثنیٰ ہیں اور بعض عورتیں مثلاً بہت بوڑھی وہ بھی پردے کے عام حکم سے کسی قدر مستثنیٰ ہیں ۔

(سورۂ احزاب آیت ۵۳ صہ۲۲۰)

پردہ کی بعض استثنائی صورتیں

مسئلہ

اس میں علماء و فقہا کا اختلاف ہے کہ یہ خاص استیذان اقارب کے لئے واجب ہے یا استحبابی حکم ہے اور یہ کہ یہ حکم اب بھی جاری ہے یا منسوخ ہو گیا جمہور فقہاء کے نزدیک یہ آیت محکم غیر منسوخ ہے اور حکم وجوب کے لئے ہے۔ مردوں کے واسطے بھی عورتوں کے واسطے بھی (قرطبی)

مسئلہ

جو عورت بڑی بوڑھی ایسی ہو جائے کہ نہ اس کی طرف کسی کی رغبت ہو اور نہ وہ نکاح کے قابل ہو تو اُس کے لئے پردہ کے احکام میں یہ سہولت دے دی گئی ہے کہ اجانب بھی اس کے حق میں مثل محارم کے ہو جاتے ہیں۔ جن اعضاء کا چھپانا اپنے محرموں سے ضروری نہیں ہے۔ اس بوڑھی عورت کے لئے غیر مردوں غیر محرموں سے بھی ان کا چھپانا ضروری نہیں۔ اسی لئے فرمایا والقواعد من النساء التی، الآیۃ جس کی مختصر تفسیر اوپر گزر چکی ہے مگر ایسی بڑی بوڑھی عورت کے لئے بھی ایک قید تو یہ ہے کہ جو اعضاء محرم کے سامنے کھولے جائیں یہ عورت غیر محرم کے سامنے بھی کھول سکتی ہے۔ بشرطیکہ بن سنور کر زینت کر کے نہ بیٹھے۔ دوسری بات آخر میں یہ فرمائی وان یستعففن خیر لهن، یعنی اگر وہ غیر محرموں کے سامنے آنے سے بالکل ہی بچیں تو یہ اُن کے لئے بہتر ہے۔

سورۃ النّور آیت نمبر ۵۹، نمبر ۶۰)
معارف القرآن حصہ ششم صـ ۴۴۶ تا صـ ۴۴۸

مسئلہ

عورتوں سے اگر دوسرے مردوں کو کوئی استعمالی چیز برتن کپڑا وغیرہ لینا ضروری ہو تو سامنے آ کر نہ لیں بلکہ پیچھے سے مانگیں اور فرمایا کہ یہ پردہ کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے دلوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لئے دیا گیا ہے۔ (سورہ احزاب آیت نمبر ۵)
(معارف القرآن ج ۷ صـ ۲۰۰)

المیراث

شوہر اور بیوی کا حصّہ

مسئلہ

فوت ہونے والی عورت نے اگر کوئی بھی اولاد نہ چھوڑی ہو، تو شوہر کو بعد ادائے دین و انفاذ وصیت مرحومہ کے کل کا نصف ملے گا اور باقی نصف میں دوسرے ورثہ مثلاً مرحومہ کے والدین، بھائی، بہن حسب قاعدہ حصّہ پائیں گے۔

اور اگر مرنے والی نے اولاد چھوڑی ہو ایک ہو یا دو ہو، یا اس سے زائد ہوں لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ اس شوہر سے ہو جس کو چھوڑ کر وفات پائی ہے یا اس سے پہلے کسی اور شوہر سے ہو تو اس صورت میں موجودہ شوہر کو مرحومہ کے مال سے ادائے دین و انفاذ وصیت کے بعد کُل مال کا چوتھائی ملے گا۔ اور بقیہ چوتھائی حصے دوسرے ورثا کو ملیں گے۔ یہ شوہر کے حصہ کی تفصیل تھی۔

اور اگر میاں بیوی میں سے مرنے والا شوہر ہے اور اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو ادائے دین و انفاذ وصیت کے بعد بیوی کو مرنے والے کے کل مال کا چوتھائی ملے گا اور اگر اس نے کوئی اولاد چھوڑی ہے خواہ اس بیوی

سے ہو یا کسی دوسری بیوی سے تو اس صورت میں بعد ادا ء دین وصیت کے آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر بیوی ایک سے زائد ہے تو بھی مذکورہ تفصیل کے مطابق ایک بیوی کے حصہ میں جتنی میراث آئے گی وہ ان سب بیویوں میں تقسیم کی جائے گی یعنی ہر عورت کو چوتھائی اور آٹھواں حصہ نہیں ملے گا بلکہ سب بیویاں چوتھائی اور آٹھویں حصہ میں شریک ہوں گی اور ان دونوں حالتوں میں شوہر بیوی کو ملنے کے بعد جو کچھ ترکہ بچے گا وہ ان کے دوسرے ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ

بیوی کا حق مہر بھی دَین ہے

دیکھنا یہ چاہیے کہ بیوی کا مہر ادا ہوگیا ہے یا نہیں۔ اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح اوّلاً کل مال سے دَین مہر ادا ہو گا۔ اس کے بعد ترکہ تقسیم ہوگا۔ مہر لینے کے بعد عورت اپنی میراث کا حصہ بھی میراث میں حصہ دار ہونے کی وجہ سے وصول کرے گی اور اگر میّت کا مال اتنا ہے کہ مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی دوسرے دیُون (قرضوں) کی طرح پورا دَین مہر میں عورت کو دے دیا جائے گا اور کسی وارث کو کچھ حصہ نہ ملے گا۔

(معارف القرآن ج ۲ صـ۳۲۵ تا صـ۳۲۶)

پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی میراث

اگر کسی شخص نے اپنی کچھ اولاد چھوڑی اور بیوی کے پیٹ میں بھی بچہ ہے تو یہ بچہ بھی وارثوں کی فہرست میں آئے گا لیکن چونکہ یہ پتہ چلانا دشوار ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، یا ایک سے زیادہ بچے ہیں اس لئے بچہ پیدا ہونے تک تقسیم میراث ملتوی رکھنا مناسب ہوگا اور اگر تقسیم کرنا ضروری ہی ہو تو سر دست ایک لڑکا یا ایک لڑکی فرض کر کے دونوں کے اعتبار سے دو صورتیں فرض کی جائیں ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں ورثہ کو کم ملتا ہو وہ ان میں تقسیم کر دیا جائے اور باقی اُس حمل کے لئے رکھا جائے۔

معتدہ کی میراث

جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق رجعی ہے۔ پھر طلاق سے رجوع اور عدت ختم ہونے سے پہلے وفات پا گیا تو یہ عورت میراث میں حصہ پائے گی اس لئے کہ نکاح باقی ہے۔

مسئلہ

اور اگر کسی شخص نے مرض الوفات میں بیوی کو طلاق دی اگرچہ طلاق بائن یا مغلظہ ہی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے مر گیا تب بھی وہ عورت اس کی وارث ہوگی اور عورت کو وارث بننے کی وجہ سے دو عدتوں میں سے جو سب سے زیادہ دراز ہو اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ جس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ:۔
عدت طلاق تین حیض ہے اور عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے ان دونوں میں جو مدت زیادہ دنوں کی ہو اسی کو عدت قرار دیا جائے گا تاکہ جہاں

تک ممکن ہو عورت کو حصّہ مل سکے۔

اور اگر کسی شخص نے مرض الوفات سے پہلے بائن یا مغلّظہ طلاق دی اور اس کے چند دن بعد عورت کی عدّت میں وہ فوت ہوگیا تو اس صورت میں اس کو میراث میں سے حصّہ نہیں ملے گا البتہ اگر طلاق رجعی دی ہے تو وہ وارث ہوگی۔

مسئلہ

اگر کسی عورت نے شوہر کے مرض وفات میں خود سے خلع کر لیا تو وارث نہیں ہوگی۔ اگرچہ اس کا شوہر اس کی عدّت کے دوران مر جائے۔

اہل وعیال میں دینداری کا ماحول پیدا کرنے کے سنہری اصول

حضرت سیدی مرشدی قدس سرہ اپنے آخری تحریری وصیّت نامہ میں فرماتے ہیں:

" اس زمانے کی سب سے بڑی اُفتاد جو شریف اور دینی گھرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے وہ عورتوں میں بے پردگی کے رجحانات، لڑکیوں میں جدید قسم کے نیم عریاں ملبوسات ہیں۔ جن گھروں میں پردے کا نام بھی ہے وہاں بھی وہ شدّت و احتیاط باقی نہیں جو ان کے بڑوں میں تھی۔ عزیزوں میں غیر محرم لڑکے لڑکیاں حدودِ شریعت کے پابند نہیں رہے۔ بے تکلّف ایک دوسرے سے اختلاط رکھتے ہیں جو کسی طرح جائز نہیں اور اس کے نتائج پورے خاندان کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔

عورتوں میں یہ غیر شرعی رجحانات بھی زیادہ تر ایسی آزاد عورتوں کے اختلاط سے بڑھتے جاتے ہیں جو شرعی پردہ اور عبادات و معاملات میں شرعی حدود کی پابند نہیں۔ ایسی عورتوں سے زیادہ اختلاط کو زہر قاتل سمجھیں جن سے تعلقات رکھنا ہوں ان کو کوشش کرکے اپنی راہ اور اپنے دینی رنگ پر لائیں ورنہ یکسوئی اختیار کریں۔

ایسی کتابیں دیکھنے سے مرد و عورت ہر شخص اجتناب کرے جن میں خلاف شرع امور کا بار بار تذکرہ ہو کہ قلب و دماغ پر اس کا اثر ناگزیر ہو۔ عموماً ناول، افسانے اور ایسی تصنیفات جو اس طرح کی چیزوں سے لبریز ہیں۔ ان کا داخلہ گھروں میں ممنوع ہونا چاہیئے، دینی کتابوں میں صرف محقق اور باحذ علماء کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے جن کے علم صحیح اور دیانت و تقویٰ پر مکمل اعتماد ہو جب تک مصنف پر اتنا اعتماد نہ ہو اس کی کتاب نہ دیکھی جائے۔ البتہ صرف اہلِ علم ہر کتاب دیکھ سکتے ہیں وہ بھی بقدرِ ضرورت۔ کیونکہ اہلِ فسق و فجور و اہلِ فساد و الحاد کی تصانیف بھی انسان پر اُن کی بُری صحبت کی طرح غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوتی ہیں اس لئے بلا ضرورتِ شرعیہ ان سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

بہت سے گھرانوں میں ماں باپ دیندار ہیں مگر اولاد کی راہ دوسری ہے شوہر کا ایک طرز ہے، بیوی اس سے متفق نہیں ہے۔ بعض جگہ بیوی دیندار ہے شوہر اس سے مختلف ہے، یہ بلا عام ہے اور اس وجہ سے پہلی نحوست تو عام حالاتِ زندگی میں اختلافِ رائے اور نفرت و بغض ہوتا ہے جس کا اثر نسلوں میں چلتا ہے، دوسری مصیبت یہ ہوتی ہے کہ جو شخص دین اور سنت

پر قائم رہنا چاہیے اس کی زندگی وبال ہو جاتی ہے اور قدم قدم پر اس کے لئے مشکلات ہو جاتی ہیں اور اگر کسی طرح وہ سب مشکلوں کو عبور کرکے اپنا عمل درست بھی کرلے تو دوسروں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ دشمنی اور بغاوت کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

اس معاملے میں اعزا و احباب کو بہت تنگ پکڑنا بھی مناسب نہیں کہ وہ چل نہیں سکتا، میرے اس خیال میں اگر مندرجہ ذیل چیزوں کو اپنے خاندان کی ایسی خصوصیت بنا لیا جائے کہ جو عزیز یا دوست اس سے منحرف ہو، پورا خاندان اس سے منحرف ہو جائے مگر تشدد کا طرز ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ وہ مضر ہی مضر ہے بلکہ فہمائش اور خیر خواہی اور ہمدردی کے لہجے میں اس کو اپنے ماحول میں لانے کی مسلسل کوشش کرتے رہے تو امید ہے کہ وہ معاشرہ کے بگاڑ کو کسی حد تک روک دے گا۔ وہ امور یہ ہیں :۔

(الف) خود اور اپنی اولاد و احباب کو نماز باجماعت کا پابند بنائیں عورتیں اوّل وقت گھروں میں نماز ادا کرنے کی عادی بنیں۔ اذان ہوتے ہی سب کام موقوف کرکے نماز میں مشغول ہوں۔ خانگی نظام الاوقات میں پہلے سے اس کا خیال رکھا جائے۔

(ب) صبح کو نماز کے بعد جب تک ہر بچہ اور بڑا، مرد اور عورت کچھ تلاوتِ قرآن نہ کرلے کسی کام میں نہ لگے۔

(ج) بے پردگی اور عریانی کو اپنے معاشرے میں کسی حال میں برداشت نہ کیا جائے۔ رشتہ منگنی کرتے وقت ان چیزوں کی پوری دیکھ بھال کی جائے۔

(د) فیشن پرستی اور مغربی طرزِ زندگی کو ایک لعنت اور سمِ قاتل سمجھ کر پورے معاشرے کو سادہ زندگی اور بے تکلف ملاقاتوں کا عادی بنایا جائے۔

(ھ) شریعت کے کھلے ہوئے مُحرّمات، سود، شراب، ناچنے گانے کی محفلوں سے خود اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ایسا بچایا جائے جیسے زہر سے بچایا جاتا ہے۔

یہ چند امور ہیں جن کا ہر خاندان کے افراد کو آپس میں معاہدہ کر لینا چاہیئے اور ان کی خلاف ورزی کو ایک جماعتی اور خاندانی عہد شکنی قرار دے کر نرم تدبیروں کے ساتھ اس کی اصلاح کی فکر کو لازم سمجھا جائے۔ بائیکاٹ اور قطع تعلق کے طریقوں سے قطعی اجتناب کیا جائے کہ اس کا نتیجہ تجربۃً اچھا نہیں ہوتا مگر کوشش مسلسل جاری رکھی جائے۔" (البلاغ، کراچی مفتی اعظم نمبر صہ ۲۵۹، ۲۶۱)

نیز اپنی زبانی آخری وصیت میں مکرر ارشاد فرمایا "آدمی اس وقت تک نمازی نہیں ہو سکتا جب تک جماعت کا پابند نہ ہو جائے اور جو جماعت کا پابند نہ ہو وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کہ نمازی ہے۔ نمازی تو جماعت کی پابندی سے بنتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر نظر نہیں رکھنی چاہیے یاد رکھو کہ جو آدمی اپنی نماز روزہ کر کے خود کو نیک اور صالح سمجھنے لگے، اس سے زیادہ کوئی خسارہ میں نہیں ہے ساری نمازیں منہ پر مار دی جائیں گی۔

تیسری بات پردے کی شرعی پابندی کے بارے میں فرمائی کہ پردے کا اپنے خاندان میں پورا اہتمام کرو اور اپنی تہذیب کی لعنت کو اپنے گھر میں نہ گھسنے دو کہ بس میری یہی وصیت ہے اس کو پلّے باندھ لو"

(البلاغ۔ مفتیٔ اعظم نمبر صہ ۲۲۳)

عورتوں کے پردہ کا مفہوم

ایک بار ارشاد فرمایا کہ لوگ عورتوں کے پردہ کا مطلب غلط سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ انہیں تو چار دیواری میں بند رکھنا چاہیے اور اسی کو پردہ کا صحیح مفہوم سمجھتے ہیں حالانکہ جس طرح ہمارا دل اور خواہشات ہیں اسی طرح ان کی بھی خواہشات ہیں، ان کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور ان کو اتنی راحت پہنچانی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو قیدی محسوس نہ کریں اور ان کو پردہ میں شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے تمام تفریحات کرا دینی چاہیے اور اتنی کرا دیں کہ وہ خیال کرنے لگیں کہ بے پردہ ہونے کی صورت میں بھی اتنی تفریحات نہیں کر سکتیں جتنی ہم نے پردہ میں کر لیں چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنی اہلیہ کو تمام تفریحی مقامات پردہ ہی میں دکھا دیئے اور وہاں لے گیا حتیٰ کہ انہوں نے خود کہہ دیا کہ یہاں تو سب خرافات ہی خرافات ہیں گھر ہی میں رہنا بہتر ہے۔ ایسا کرنا اپنی وسعت کے مطابق بہتر ہے۔

(البلاغ، مفتی اعظم نمبر ص ۹۷۴)

ریڈیو پر عورت کی خبریں سننے کا حکم

ریڈیو پر بعض مرتبہ عورتیں خبر نشر کرتی ہیں۔ ضرورت کے موقع پر (یہ خبریں سننے میں) مضائقہ نہیں جبکہ اپنے نفس میں کوئی شر محسوس نہ ہو۔

(البلاغ، مفتی اعظم نمبر ص ۹۸۷)

تمت